یہ کتاب شیعہ مذہب کی ہی غیر مذہب کے لوگ نہ دیکھیں

الحمد للہ رب العالمین

دریں زمان سعادت اقتران سالہ

مسمے

ثبوت وراثت انبیاء

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم سنھوری

لکھنؤ

مطبع فیض آباد لکھنؤ سے کشائع

بار اول ۵۰۰ | نمبر رجسٹر ۳۶۸ | قیمت فی جلد ۲ر

Presented by Ziaraat.Com

۲
...LAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Section)
URDU PRINTED BOOKS
۲۳۲
۱۹۶۲
۲۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید انبیاء و منقبت شیر خدا علیہ الصلوۃ والسلام حقیر تقصیر
سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور ساکن موضع بہرہ سادات
واقعہ سادات بارہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت باسعادت مین عرض
کرتا ہے کہ درینولا ایک رسالہ مسمے بہ تائید غیب مولفہ محمد عبد السمیع بنارسی بہری
نظر سے گذرا رسالہ مذکور کے (۱۶) صفحہ ہین - اور بطبع جواہر اکثیر بنارس مین چھپا ہے
خلاصہ تمام تحریر کا یہہ ہے - کہ انبیاء علیہ السلام کے نہ وراثت ہوتی ہے اور نہ
ورثاء کو اون کے متروکات سے حصہ ملتا ہے پس شیعہ جو کہتے ہین کہ سیدہ نے
خلیفہ ابوبکر کی کچہری مین دعوی وراثت دائر کیا - چونکہ حقیقت مین نبیون کی وراثت
نہین ہوتی لہذا سمجھا گیا کہ اون کا دعوی غلط تھا اور خلیفہ ابوبکر صاحب نے جو اس بارہ
مین فیصلہ صادر فرمایا وہ صحیح تھا - مولف صاحب نے دو ایک روایتین اپنی کتابون کی
اور ایک روایت کافی کی بثبوت اس کے کہ انبیاء کی وراثت نہین ہوتی پیش کی ہین

Presented by Ziaraat.Com

روایت کافی یہہ ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا

مؤلف صاحب لکھتے ہین کہ ہمنے بہ مشورۂ چند احباب مولوی **غلام حسنین** صاحب کنتوری مقیم بنارس کی خدمت مین بغرض جواب اس حدیث کو پیش کیا جس کا جواب اونہون نے یہہ دیا۔ کافی مین باب صفۃ العلم و فضیلتہ علم و علماء مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ اَلْاٰخِرَةُ

ترجمہ جناب صادق نے فرمایا کہ تحقیق علما وارث ہین انبیا کے اور یہہ بات یون ہے کہ انبیاء نے درہم و دینار نہین چھوڑا ہے۔ بلکہ اپنی حدیثین چھوڑی ہین آخر حدیث تک۔ مراد حضرت کی یہہ ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین درہم و دینار نہین پایا ہے۔ جیسی کہ وارثان شرعی اپنے مورث سے پاتی ہین۔ اور یا یہہ مراد ہے کہ علماء کی واسطے انبیاء نے درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑا ہے بلکہ علم انبیاء کے علماء وارث ہین۔ پس اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین ہے اس لئے کہ وہ وراثت تو رشتہ دارون کی ہوتی ہے۔ اور عالم دین کی وراثت علمی ہے کچھہ قرابت و رشتہ داری سے تعلق نہین رکھتی ہے کوئی عالم دین کسی کنبہ و قبیلہ کا ہو وارث نبی نہ ہوگا دوسرے حدیث مین وارد ہے علماء اُمّتی کانبیاء

بنی اسرائیل خلاصہ یہہ ہے کہ اس روایت سے اور اوس وراثت سے جسکی بنا پر
فدک کا دعویٰ جناب فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کیا تعلق ہے اِس جواب پر
مولف صاحب طالب علمانہ چہ میگوئیان کرکے لکھتے ہین کہ اس حدیث مین
چونکہ لفظ لم یورثو وارد ہوا ہے لہذا سمجھا گیا کہ متروکات انبیاء مین ترکہ وتقسیم نہین
مطلقاً ممتنع ہے - بیگانے اور یگانے ہر فرد کیلئے مال متروکہ انبیاء مین وراثت
ثابت نہین اصلی مراد مولف صاحب کی یہہ ہے کہ ورثاء وعلماء کا حدیث مین کوئی
امتیاز نہین - سب برابر ہین - جیسکہ علما کو سوائے حدیث کے کوئی حق نہین -
ایسی ہی ورثا کو متروکات مین کسی قسم کا استحقاق نہین حدیث عام ہے جو کہ دار
وعالم دونون پر احاطہ کئے ہوئے ہے - چونکہ جناب مولانا ومقتدانا السید غلام حسین صاحب
کنتوری نے حدیث کافی کی اصلی حالت بیان فرما دی تھی - لہذا یہہ بحث قابل
اسکے نہ تھی کہ طول دیا جائے - مگر مولف صاحب نے اپنی توجیہ غیر وجیہ پر بڑا
ناز کیا ہے - اور بمقابلہ جناب مولانائے ممدوح الوصف نے گویا بزعم خود میدان مار لیا ہے
نظر ران مجھکو ضرورت داعی ہوئی کہ اس معاملہ کی حقیقت واصلیت ظاہر کرون
تاکہ مومنین واہل تحقیق کو اوس سے فائدہ پہونچے بنظر بواقعات نام اس رسالہ کا
تحقیق وراثت انبیاء رکھا گیا واضح رائے ارباب ایمان ہو کہ اصل
اس معاملہ کی یہہ ہے کہ شیخ حبیب احمد سہارن پوری نے مذہب شیعہ
اختیار کرکے ایک مضمون علماء اہلسنتہ کی خدمت مین بابن خلاصہ پیش کیا
کہ رسالہ سجادیہ کو جو کہ مثبت کفر ونفاق شیخین بروئے کتب سنیہ ہی باطل
کرکے خلفاء کا دنیا سے باایمان جانا ثابت کرو اور تینتیس سوال کا جواب دو -

Presented by Ziaraat.Com

ہر تینس ۳ سوال اپنے اپنے مقام پر کتب اہلسنیہ مین موجود ہین علما سہارن پور نے
اوسکا جواب دیا کہ تینس ۳ باتون جو ہماری کتب مین درج ہونا بیان کیا ہے ۔
یہہ بالکل غلط ہے ۔ منجملہ ان کے ایک بات بہی ہماری کتابون مین درج نہین ۔
جہانتک کہ اون کے قلم مین زور تھا انکار مین بہت اصرار کیا ۔ مگر رسالہ سجادیہ کی
بابت انکار و اقرار بان ہون کچہہ نکیا ۔ جس سے سمجہا گیا کہ اونکو تینس کی
باایمان مرنے سے بر و صفا مین رسالہ مذکور پاچہ دستی ہے ۔ اور کیون نہو اسی
رسالہ پر سنہ ۹۴ ھ مین بمقام بہڑہ سادات حضرخانہ پر بڑا بہاری جلسہ
علما ہوا تھا ۔ اور چند معزز علما سنیہ دیوبند و سہارن پور و امروہہ وغیرہ اطراف
عالم سے جمع ہوئے تہے ۔ مگر ایسی خاموشی ہوئی کہ آج تک باوصف انقضائے مدت
کسی کو جرأت جواب نہین ہوئی بالجملہ اوس انکار نامہ سنیہ کے جواب مین

فرزند علی صاحب ساکن بوڈہانہ ضلع مظفرنگر کی جانب سے تحیف نے ایک
اشتہار سمیت بانیہ حق نما نکالا اور ہر تینس ۳ سوالات کی نسبت ہر سوال کے
محاذی لکہدیا کہ یہہ مضمون فلان کتاب مین ہے اور یہہ فلان مین ساتہہ ہی
بنظر اطمینان مزید یہہ بہی لکہدیا کہ جو شخص کتب مین مضمون محولہ کا نہ ہونا ثابت
کردے گا اوسکو مبلغ ۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ۔ آج تک کسی
سنی سے اوسکا جواب حسب قیود و شرایط مندرجہ اشتہار نہین ہوسکا ۔ اور
نہ انشاء اللہ تعالے تا قیامت ہوگا ۔ اوسی اشتہار پر مولف صاحب بہی معترض
ہوئے ہین ۔ نہ رسالہ سجادیہ کو باطل کرکے اپنے بڑون کا ایمان ثابت کیا
اور نہ اونتیس ۲۹ نمبرون کی نسبت قلم اوٹھایا ۔ چونکہ اوس اشتہار مین قید کا

Presented by Ziaraat.Com

ذکر تھا۔ لہذا آپ قلم لے بیٹھے کہ ہم آئینہ حق نما کا جواب لکھتے ہین
قدرت خدا ایسے حضرت اور آئینہ حق نما کا جواب اگر اصل سنیہ نہ ارسال
سنگ خارا پر سر مارین گے تو حسب قیود و شرائط مندرجہ اشتہار جواب
نہ دیسکینگے۔ اگر علمائے اہلسنت کو کچھ حیا، دنیا ہے تو رسالہ سجادیہ کا
جواب لکھکر کفر و نفاق کی لپیٹ دار زنجیر سے اپنے پیشوایان دین کو
چھوڑائین۔ ذرہ دیکھین تو سہی ہمنے کیسے پیچ پر پیچ چڑھا کر شیخین کو کذب
و غدر و خیانت کی زنجیر مین جکڑ بند کر کے ہاتھ پیر باندھکر لٹکا رکھا ہے
کیونکہ اصل مطیع و مقلد وہ ہے جو اپنے بزرگون کے جسم سے کفر و شرک
و بدعت کے میلے کچیلے کپڑے اتار کر صاف و شفاف لباس پہنائے۔
مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر ۸ و ۹ - پر لکھتے ہین کہ
اشتہار آئینہ حق نما مین جو کتابون کے نام لکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین
کہ جن مین صحت کا اہتمام نہین کیا گیا عند المحققین ہر روایت اون کی لائق
اعتماد نہین۔ الخ

مولف صاحب کا بہت خوشی کے ساتھ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
کہ کتب مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما کی نسبت آپنے یہہ نہین لکھا کہ یہہ کتابین
دراصل ہمارے نہین ہین۔ ویسی ہی شیعہ نے فرضی نام گڑھ کر ہماری
گلے سے باندھ دے ہین۔ تحریر بالا سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ کتابین تو ہماری ہین
مگر جھوٹی ہین۔ لائق اعتماد نہین۔ نیز جبکہ بقول مولف صاحب بجملہ کتب محولہ
آئینہ حق نما کی اکثر کتابین قابل اعتبار نہین۔ تو اون مین سے کمتر ہزار قابل قبول ہین

مولف پر فرض تھا کہ ہر کتاب کے محاذ مین لکھدیتے کہ یہہ یہہ کتابین فلان فلان وجوہ سے لایق تمسک واحتجاج نہین - بہرحال وہ ہی کمتر کتابین جنکا سچا ہونا مولف صاحب کو تسلیم ہے حقیقت شیعہ وابطال مذہب سنیتہ کیلئے کافی ہین - بنظر واقفیت عامۃ الناس عرض کیا جاتا ہے - کہ اوسی آئینہ حق نما مین کتاب اللہ وبخاری ومسلم وبعض شروح صحیحین مثل فتح باری ودیگر کتب صواعق محرقہ وکنز العمال وتذکرہ خواص الامہ ابن جوزی وتفسیر ثعلبی وروضۃ الاحباب وحبیب السیر وشواہد النبوۃ وغیرہا درج ہین - نہ معلوم انمین سے ہمارے حضرت کے نزدیک کوئی معتبر ہے یا نہین - بخاری ومسلم کی نسبت بدظنگی ظاہر کرنے مین شاید جوش سنیت مانع ہو - پس وہ ہی باتین تسلیم فرمائی جائین جو کہ بحوالہ صحیحین دکھلائی گئین ہین نمبر ۲۵ و ۲۶ - آئینہ حق نما پر یہہ بات مسلم وبخاری سے درج کیگئی ہے - کہ سیدہ ابوبکر سے ایسی ناراض ہوئین کہ بالکل ترک کلام کردیا اور وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے - اہلسنت کے جواب دینے کے لیئے محض اتنا ہی کافی ہے - اگر مولف یا اون کے ہم خیال مرد میدان ہین تو آئینہ حقنما کے مضمون کو پڑھکر جواب دین تب سمجھا جائے گا کہ وہ بھی کوئی چیز ہین - اور کسی قطار مین شمار ہوسکتے ہین - انتہا مذکور کا جواب دینا بچون کا کھیل اور مولوی کا نوالا نہین ہے - ظہر اول نے اوسپر پچیس ہزار روپیہ کی بازی لگائی ہے -

میر مظہر حسن صاحب رئیس امروہہ بذریعہ رسالہ حمایت الایمان آئینہ حقنما کے

جواب دینے والے کے لئے ایک لاکھ کا انعام شائع کر چکے ہین۔ مولف صاحب ہم خرما و ہم ثواب سمجھکر بعد پورا جواب دینے کے پچیس ہزار بلکہ ایک لاکھ لین۔ اور کشتی سنیت کو جو کہ موج آفات کی صدمات سے ٹکرہ ٹکرہ ہوگئی ہے درست کرین۔ ورنہ سمجھ لین کہ اقتدار مذہب سنیہ جہلا کی نظر سے بھی گر گیا۔ مولف صاحب اپنی رسالہ کے صفحہ (۲) سطر (۹) پر ارقام فرماتے ہین۔ کہ قصہ فدک مفتریات شیعہ سے ہے۔ متروکات انبیا کچھہ نہین ہوتی جن سے اون کے ورثا کوئی فائدہ اوٹھائین۔ انبیا کا متروکہ جو کچھہ بھی ہے وہ علم فقہ و حدیث ہی۔ درہم و دینار نہین ہوتے۔ کرمانی شرح بخاری سے صفحہ (۵) و (۶) پر یہہ دلیل لکھتے ہین (کہ شاید کسی کو یہہ خدشہ گذرے کہ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کرام کے متروکہ مین میراث نہین ہوتی سو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ اللہ تعالی حکیم مطلق نے پیغمبرون کے مال مین احکام میراث نہ ہونے کی یہہ حکمت رکھی ہے تا لوگو معلوم ہووے کہ پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھے دنیا کی کچھہ محبت و خواہش نہ تھی۔ یہان تک کہ اولاد اور وارثون کو بھی متاع دنیا سے کچھہ حصہ نہین۔

دوسری حکمت یہہ ہے۔ کہ اگر کوئی یہہ آرزو کرتا کہ بعد پیغمبر کی وفات کے ہم مال کے وارث ہون گے۔ تو اس خیال بد یعنے پیغمبر کے موت کے آرزو کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

مولف صاحب نے جو عبارت مدح سے اہلسنت کا عقیدہ بیان کیا ہے

اوسکا صاف یہہ مطلب ہی کہ اگر انبیاء پس از وفات خود کوئی جائداد چھوڑین تو عام نگاہون مین اقتدار رسالت قایم نہ رہی - اور ورثاء بطمع قایم مقامی طالب مرگ مورث ہو کر سیدہے جہنم کو چلے جائین - بظاہر یہہ بات دلفریب معلوم ہوتی ہے اور جہلاء کی بہک جانیکے لئے تو عمدہ اور قوی دلیل ہے - مگر تہوڑا سا غور کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ شاید اس سے ضعیف و رکیک کوئی دوسری بات نہ ہو - کیونکہ حسب بیان جناب ابوبکر آنحضرت نے فرمایا ہے - کہ

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُرِثُ وَلَا نُوْرِثُ وَمَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ

یعنے ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہین اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو چیز کہ ہم ترک کرتے ہین وہ صدقہ ہے - یعنی ہمارے وارثون کو اوس سے بہرہ یاب ہونا حرام ہے اور ہم نشینون اور دوستون کے لئے شیر مادر سے زیادہ سریع الہضم ہے - اس سے ظاہر ہوگیا کہ انبیاء کے متروکات صدقہ ہوتے ہین - نہ معلوم انبیاء نے بقول جناب رسالت مآب کچھہ جائداد چھوڑی ہوتی تو زہد و اتقا کی نسبت اوسوقت کے لوگون نے کیا خیال کیا ہوگا - اور خود سالتمآب کے بارہ مین کفار قریش و دیگر مخالفین اسلام کے دل مین ایک بڑی جائداد فدک کے چھوڑنے سے کیا مظنہ پیدا ہوا ہوگا غالباً نئے طماع سمجھ گئے ہونگے پاک و بے لوث تو اوسی وقت یقین کئے جاتے جب کہ گہر مین خلال کیلئے ایک تنکا نچھوڑتے - سوائے ازین جو آفت کہ ورثاء کو پیش نظر تہی وہ ہی مریدون اور چیلون کو درپیش ہے - جیسے کہ وارث بامید مرگ نبی کافر ہوئے ایسے ہی صدقہ خور مصاحب گرفتار زنجیر کفر نظر آتے ہین - بہرحال مفت خور

Presented by Ziaraat.Com

آدمیون کی طبیعت مین ہی بمثل ورثا یہہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ کب نبی صاحب
دنیا سے بوریا بدہنا اوٹھائین - اور ہم سہم تصدق سے سوکہی ہوئی انتڑیونکو
تر و تازہ کرین - وارث تو ایک دو ہی جہنم رسید ہوتا - ہفت خورون کا بڑا
گروہ دوزخ کا ایندہن نظر آتا ہے - مؤلف صاحب انصاف سے فرمائین
کہ ماترکنا صدقہ کہنے مین نبی صاحب سچے ہین یا تاویل فضول و بیجا کرنے
سے کرمانی شارح بخاری - چونکہ یہہ حدیث حسب مذاق اہلسنۃ واقع ہوئی ہے
لہذا اوسکے تمام خرابیون کی جوابدہی اون کے ذمہ ہے - ہم کو سوائے
مذاق و قہقہہ اوڑانے کے اور کچھہ سروکار نہین کیونکہ ہم قطعی منکر ہین کہ رسالتمآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہرگز نہین فرمایا - کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث
نہین ہوتا - خلیفہ ابوبکر صاحب نے سیدہ کے محروم الارث کرنے کی غرض سے
یہہ حدیث بنالی تھی - اگر ابوبکر ایسا فرماتے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی
جائیداد چھوڑتے ہی نہین - جس سے ورثا متمتع ہون تو کرمانی صاحب کی
توجیہ بظاہر کچھہ صحیح ہوتی - مگر افسوس ہے کہ ابوبکر سبقت لسانی نے ماترکناہ
صدقہ سے بنا بنایا کام بگاڑ دیا - اور تماشا دیکھئے دروغگو را حافظہ نباشد
مؤلف صاحب کرمانی سے حسب بیان صدر یہہ سند لائے ہین کہ ترک مالات
انبیا مین احکام میراث نہ ہونیکی یہہ حکمت رکھی ہے - تا خلق کو معلوم ہو - کہ
پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھی - دنیا کی کچھہ محبت
و خواہش نہ تھی - یہانتک کہ اولاد اور وارثون کو بھی متاع دنیا سے کچھہ حصہ
نہین الی آخرہ اور پھر صفحہ (۳) سطر ۱۸ پر لکھتے ہین -

Presented by Ziaraat.Com

قَالَ اَبُوْهُرَیْرَہ لَا نَقْسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَۃِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَۃِ عَامِلِیْ فَھُوَ صَدَقَۃٌ بخاری ومسلم مین روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول صلعم نے نہ بانٹین گے میرے وارث سونے کے دینار برابر بھی جو چھوڑ جاؤن مین۔ بعد میرے بیبیون کے خرچ کے اور کارندے کی محنت کی سو صدقہ خدا کی راہ مین ملاحظہ ہو کہ روایت کرانی مین دو شخصون کے لئے امتناع وراثت ہے اولاد اور وارث اور کوئی شک نہین کہ بی بی داخل ورثا ہے مگر ابوہریرہ بی بیون کا مال نفقہ اور کارندہ کی تنخواہ جائز بتلاتے ہین نہ معلوم ان دونون مین کون سچا ہے۔ اہلسنت کا تمامتر اہتمام یہہ ہے۔ کہ اولاد کا حصہ نہین ہے یعنی فاطمہ محروم ہین۔ کارندے اوٹین کہائین ازواج مزے اوڑائین۔ مگر فاطمہ ایک کوڑی نہ پائین۔

چونکہ مولف صاحب نے معاملہ فدک کو مفتریات شیعہ سے قرار دیکر اس بات کو بزعم خود ثابت کیا ہے کہ انبیاء کی وراثت مالی نہین ہوتی اور بجائے خود انہون نے جہلاء سنیہ کو یہہ باور کرانا چاہا ہے کہ اس عنوان وقطع کی بحث مین گویا وہ متفرد ہین۔ چنانچہ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۳) سطر ۱۰ پر لکھتے ہین کہ مجھکو مولوی غلام حسنین صاحب مجتہد شیعہ سے دریافت کرنے مین یہہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ مباحث افراط وتفریط سے قطع نظر کرکے یہہ امر متحقق ہونا چاہیئے کہ متروکات انبیاء مین احکام میراث جاری ہونگے۔ یا نہین الخ۔ اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولف صاحب نے

اور سب باتین چھوڑ کر تمام بحث کا لب لباب قوتِ عقلی سے یہہ ہی نکال لیا کہ وراثت انبیا قابلِ توزیع و تقسیم ہے - یا نہین - قرینۂ کلام خود تبلا رہا ہے کہ مولف صاحب کو اس بحث مین دعوائے جدیت و فردیت ہی لہذا بنظر سہولت و فہم مطلب اس مقام مین تنقیحاتِ ذیل نکالی جاتی ہین - تاکہ مولف صاحب کی تمامتر حقیقت ظاہر ہو جائے کہ اون کی تحریر کہان تک قابل قدر ہے ✤

(۱) یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی -

(۲) یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے -

(۳) انبیا کی متروکات سوائے علم و حدیث کے اور کچھہ نہین ہوتی

(۴) آیہ یوثیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مشتق ہے -

(۵) لفظ لم یورثو مستدلہ مولف سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا -

تنقیح اوّل

(یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی) -

Presented by Ziaraat.Com

واضح رائے ارباب خرد ہووے کہ درباب نفی وراثت بترکہ انبیاء
جو تقریر مؤلف صاحب کی ہے یہہ بہت پرانی ہے - ہر جزو کلام بوجہ
کہنگی ایسا کمزور ہے کہ جیسا زنگ خوردہ لوہا یا دیمک کہایا ہوا کپڑا -
مؤلف صاحب کا اسمعاملہ مین اتنا بہی تعلق نہین کہ جتنا ماش کو
سیدی سے ہوتا ہے - تحفہ کے باب دہم مین جو ابوبکر کے بارہ مین
طعن کا جناب شاہ صاحب نے جواب نوکر نرخامہ فرمایا ہے اوسمین
بالکل حرف بحرف وہی تقریر لکہی ہے جسکا مؤلف نے بدعوائے انانیت
درج اوراق فرمایا ہے - انتہی - نوسو نوے برس کا زمانہ گذرا کہ تحفہ کے باب دہم کا
جواب بذریعہ کتاب مستطاب تشئید المطاعن دیا گیا ہے - آجتک
کسی عالم اہلسنت کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ اوسکے جواب مین قلم اوٹھاتا
پس ایسے مقدوح و مجروح استدلال پر مؤلف صاحب کا مستدل ہونا عقلاً
زمانے سے سارٹیفکٹ جہالت حاصل کرنا ہے - حضرات اہلسنت کا
قاعدہ ہے کہ تحفہ کے جوابون کو نہین دیکہتے - یا دیکہکر بہاری پتہر
سمجہکے چہوڑ دیتے ہین - مگر بنظر جلاء مردم فریبی سے اپنا رنگ
جمانے اور کہانے کمانے کی غرض سے اونہین مضامین کو جو کہ بارہا
رد ہوکر لوگون کے ذہنون سے محو و سہو ہو چکے ہین - لکہہ لکہکر افراد
مصنفین مین اپنا نام درج کراتے ہین - پس واضح ہوگیا کہ مؤلف
تائید غیبی نے کوئی نیا مضمون نہین لکہا - بلکہ یہہ کاسہ لیسی جناب
تحفہ وہی پورانا رد شدہ مضمون حوالہ قلم فرمایا ہے - تعجب ہے کہ جناب

مولانا و مقتدانا السید علامہ مسنین صاحب کی جدّ اعلےٰ صاحب تحفہ کے استدلال کو باین عنوان تشئید المطاعن مین باطل فرمائین - کہ جن کا کچھ جواب نہو - اور عزیز دھلوی کی اذناب و اخلاف وہ ہی مضمون مردود مولوی صاحب ممدوح کے سامنے بغرض جواب پیش کرین - کسی سُنی کو یہہ استحقاق نہین ہے کہ تحفہ سے مضمون لیکر شیعہ کے سامنے پیش کرے - کیونکہ بقول مشہور - جو یکبار گفتی مگو بار ہا - بحمد اللہ مولف صاحب نے جو دہوکہ سے دعوائے تفرد کرکے اپنا نیا رنگ جمایا تہا اوسکو ہمارے ترشی کلام نے ایسا اوڑایا کہ جیسے صیقل زنگ آلود لوہے کو صاف کردیتی ہے -

تنقیح دوم

یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے

مخاطب صاحب قصہ فدک کو رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر (۹) مفتریات شیعہ سے قرار دیتے ہین اور حاشیہ صفحہ ۷ پر لکھتے ہین کہ قصہ فدک علمائے اہلسنت کے نزدیک محض بے اصل ہے - اہل عقل غور فرمائین کہ اگر ابن سیدہ و ابوبکر صاحب امر فدک مین کوئی نزاع واقع نہ ہوا تھا تو حدیث نحن معاشر الانبیاء کے پیش کرنے خلیفہ صاحب کو کیون اور کب اور کسجگہ ضرورت داعی ہوئی تہی - کتب اہلسنت مین بحوالہ ابوبکر حدیث مذکور کا نقل ہونا خود اسبات پر دلالت کرنے والا ہے - کہ کسی نزاع وراثت مین

ابوبکر صاحب کو اس حدیث کی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی ہر چند کہ معاملہ
فدک کو اکثر بلکہ تمام تر مورخین و مفسرین و متکلمین سنیہ نے نقل فرمایا ہے مگر
حقیر اسجگہ بسبیل اختصار دو تین علمائے اہلسنت کا بیان نقل کرنا چاہتا ہے
جن کے معتمد ہونے مین کسی سنی کو جائے کلام نہین شاہ صاحب تحفہ کے باب
دہم مین ابوبکر صاحب کی بارہوین طعن کا اسطرح جواب دیتے ہین کہ شیعہ
جو کہتے ہین کہ ابوبکر فاطمہ را از ترکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پدر
او بود میراث نداد - پس فاطمہ گفت اے پسر ابو قحافہ تو از پدر خود میراث
گیری و من از پدر خود میراث نگیرم کدام انصاف است و در مقابلہ فاطمہ
بروایت یک کس کہ خودش بود احتجاج نمود - و گفت کہ من از رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ میفرمود کہ ما مردم کہ فرقہ انبیاء باشیم نہ از کسی میراث میگیریم
و نہ کسی از ما میراث میگیرد - حالانکہ این خبر صریح مخالف نص قرآن است - و
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین زیرا کہ این نص
عام است شامل است نبی و غیر نبی را و نیز مخالف نص دیگر است کہ و ورث
سلیمان داؤد - وھب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من
آل یعقوب - پس معلوم شد کہ وارث انبیاء ہم می شوند و از ایشان ہم وارثان ایشان
میراث میگیرند - جواب ازین طعن آنکہ ابوبکر منع میراث از فاطمہ محض بجہت شنیدن
این نص از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمود نہ از جہت عداوت فاطمہ - شاہ صاحب تمام
طرز طعن کو تسلیم فرما کر جوابدہ ہوئے ہین - کہ ابوبکر نے کسی عداوت کیوجہ سے فاطمہ کو
ورثہ سے محروم نہین کیا - بلکہ محض حدیث کے سننے سے اس عبادت سے پورے

Presented by Ziaraat.Com

طور پر واضح ہوگیا۔ کہ مقدمہ وراثت دائر ہوا آیہ یوصیکم اللہ و دیگر آیات دالہ
وراثت پر بحث ہوئی خلیفہ نے اپنی سنی ہوئی حدیث پر عمل کرکے مقدمہ ارث کو
دسمس کیا۔ کوئی جاہل دنیا مین ایسے معاملہ کو بے اصل وافترا شیعہ بتلا سکتا ہے
نہین ہرگز نہین۔ اس معاملہ کو وہی غیر وقوعی کہہ سکتا ہے کہ جسنے نہایت اہتمام
سے حق پوشی و ناحق کوشی پر دوہرے پٹکے سے بہت مضبوطی کے ساتھہ کمر باندھ
لی ہو۔ اور سنئے شاہ عبدالحق محدث دھلوی ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھتے ہین

وشکلترین قضیہ معاملہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر بگویم کہ وی جاہل بود باین سنت (یعنی عدم وراثت
انبیاء) بعید است و اگر التزام کنیم کہ شاید التفات نفتاد او را استماع این حدیث از آنحضرت مشکلتر میشود
کہ ابعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ بران چگونہ
قبول نکرد۔ و در غضب آمد و اگر غضب پیش از استماع حدیث بود چرا برگشت
از غضب تا اینکہ استدا کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتہی تعجب
کہ جس معاملہ کو باین عبارت واضحہ شاہ صاحب و عبدالحق صاحب درج کتب
کرین وہ بے اصل محض وافترا شیعہ بیان کیا جاوے۔ اہلسنت کو لازم ہے
کہ ایسے لوگوں کا ذبون کے بیانات واہی پر کبھی اعتنا نکرین اون کی نسبت
یہہ ہی خیال کرلین کہ اپنا پیٹ پالنے اور خلایق کے گمراہ کرنے کی غرض سے
گنوارون مین بیٹھکر جھوٹ طوفان بکنے والے ہین چونکہ معاملہ فدک بقول
شاہ عبدالحق صاحب ایک معاملہ مشکل و قضیہ لاحل ہے۔ لہذا علماء اہلسنت کا
ابوبکر کو منع ارث سے ہر طرح بچانا مشکل ہوگیا۔ تب یہہ سوجھا کہ اصل معاملہ کو
وجود ہی سے انکار کردیا جائے تاکہ ابوبکر سنگ مطاعن کے بوجھ سے بچ جائین

Presented by Ziaraat.Com

مگر اب باتین بنانے سے کیا ہوتا ہے ۔ واقعات گذشتہ تاریخ نویسون کے قلم سے
نکل گئے ۔ مناظرین کے بحث مین ایک ایک بات سو سو دفعہ چھپوائی گئی ۔ اب سوائے
اس کے اور کچھ نہین ہو سکتا ۔ کہ دل کو مسوس اپنے بڑون کو کوس کاٹ کر
چپ ہو رہین ۔ جتنے جتنے وقت نظر کرین گے اوسیقدر دام کلام مین پھنستے
جائینگے ۔ بحمد اللہ جو تقریر کہ مولف صاحب نے کی تھی وہ اون کے گلے کا
پھندا اس عنوان سے ہو گئی ۔ کہ ہزار ناخن تدبیر گھسائین ۔ مگر انشاء اللہ ایک گرہ نہ کھول
سکین گے ۔ معاملہ فدک کو اگر سوائے مولف صاحب کوئی بے اصل و افترا
شیعہ بیان کرتا تو مین اوسی کو بے اصل و وجود و مفتری کہدیتا ۔

تنقیح سیوم

انبیا کے متروکات سوائے علم و حدیث اور کچھ نہین ہوتے ۔ جناب
فاطمہ علیہا السلام کا وراثتاً باجلاس ابوبکر صاحب متقدمہ دایر کرنا اون لوگون
کے نزدیک جو کہ سیدہ کو نیک و پاک والوالث خود غرضی سے صاف و
مبرا جاننے والے ہین بلا حجت و تکرار اسبات کا یقین دلانے والا ہے ۔
کہ متروکات انبیا ضرور ہوتے ہین ۔ اور اون کے وارث شرعی اپنے
اپنے سہام اسطرح پاتے ہین ۔ جیسے کہ جمیع مخلوقات الٰہی کی اولاد اپنے
مورثان سے بہرہ یاب و منتفع ہوتے ہے ۔ اگر بخلاف آیہ یوصیکم اللہ
جسمین بیٹے کے دو حصہ اور دختر کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے نبیون کے
مال مین احکام وراثت جاری نہ ہوتے ۔ تو کبھی یقین نہین کیا جا سکتا کہ

Presented by Ziaraat.Com

جناب فاطمہ باین زہد و پرہیزگاری اموال تصدقات کے اکتساب مین جو کہ اونپر قطعی حرام تھا کوشش فرماتین اور نہ جناب امیر علیہ السلام جیسے اعلم انسان آیات قرآن سے احتجاج فرماکر حسب روایت مسلم و بخاری بقول عمر ابوبکر کو اسی مقدمہ مین فیصلہ خلاف مراد سیدہ دینے سے کاذب غادر و خائن فیہا سمجھتے۔ اکثر کتب اہلسنت مین لکھا ہے کہ جب فاطمہ و خلیفہ صاحب مین نفی و اثبات وراثت انبیا کا جھگڑا پیش ہوکر سخت محاجہ روبکار ہوا۔ تب جامل علم اولین و آخرین و اثقل ثقلین و قرآن ناطق یعنی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر خلاف قرآن کیون کج بحثی کر رہے ہو۔ غریب و امیر و شاہ و وزیر و بنیٹی و شقی سب کی اولاد نے اپنے مورثون کا ترکہ پایا ہے۔

چونکہ مجھکو اختصار مدنظر ہے۔ لہذا کنز العمال کے جو کہ عند السنیہ معتبر ہے بتائید مضمون بالا عبارت پیش کرتا ہون۔

عن ابی جعفر قال جاءت فاطمة الی ابی بکر تطلب میراثها وجاء عباس ابن عبد المطلب یطلب میراثه وجاء معهما علی فقال ابوبکر قال رسول الله صلعم لانورث ما ترکناه صدقة فقال علی وورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر هو هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلم فقال علی هذا کتاب الله ینتطق فسکتوا وانصرفوا۔

درحالیکہ حضرت امیر نے حسب تسلیم صاحب کنز العمال وراثت انبیا کا

قرآن سے ثبوت دیکر سیدہ کے بیان کو تقویت دی تو کیا اسجگہ یہہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امیرؑ نے اغراض ذاتی کو دخل کر بخیال انتفاع سیدہ آیات قرآنی کی تعبیر خلاف مقصود خدا کی - رسول پاک ہدایت امت کیلئے دو چیزین چھوڑین ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت - سردار اہلبیت کہین کہ اس آیت کی یہہ معنی ہین - اور اجنبی لوگ اوس کے خلاف تبلائین - تو اب امت کو کسکا اتباع کرنا چاہئے - آیا واقف اسرار قرآن کا یا اون لوگون کا جو حسب تصریح کتب سنیہ بسم اللہ والحمد للہ وسبحان اللہ کے بھی معنی نجانتے تھے - (دیکھو رسالہ تقریر دلپذیر مولفہ حقیر) حضرت امیرؑ کے استدلال پر وہ ہی شخص نکتہ چینی کرسکتا ہے جسکو عقل و ایمان سے اصلا بہرہ نہ ہو اور جسنے بقول مولوی روم ؎

تو بتاریکی علے را دیدہ	زان سبب غیری برو بگزیدہ

حضرت امیرؑ کو اصول چشم ہو کر دیکھا ہو شاہ عبد العزیز صاحب بحث شیعہ مین لکھتے ہین کہ (ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوائے غلطی در استدلال مرتضوی می کند. و این دعوی شاہد جہل و حمق اوست) - پس جبکہ حسب تسلیم علمائے سنیہ حضرت امیر مستدل بوراثت انبیا رہوئے ہین تو اوس استدلال پر چون وچرا کرکے یمین وشمال جانا بقول شاہصاحب جاہل واحمق بننا ہے -

اب مین اس معاملہ کی اصل حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ ہر شخص کے ذہن نشین ہوجائے - فدک زمانہ حیات رسول صلعم سے بروئے ہبہ زیر قبضہ سیدہ تھا - جبکہ ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اونکو یہہ فکر پیدا ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سالانہ

آمدنی کا بدستِ اہلبیت رہنا ہماری اون تدابیر و پیشبندیون کے خلاف ہے جو کہ خاندانِ نبوت کے مٹانے مین کیگئی ہین - اگر یہہ کثیر التعداد آمدنی اون کے ہاتھہ مین رہی خود تو کہانا جانتے ہی نہین سب للہ فی اللہ دے دلاکر لوگون کے طبائع کو اپنی طرف ایسے کھینچے رہین گے - جیسے مقناطیس لوہے کو - تا وقتیکہ اون کی قوتِ تمول نہ گھٹے گی خلایق کا میلان خاطر نہ جائے گا - یہہ منصوبہ کرکے عاملان و کارندگانِ سیدہ کو تبدیل کرکے داخل خالصہ کرلیا - سیدہ نے اس مداخلت بیجا کی واقع ہونے سے بحضور خلافت مآب استغاثہ پیش کیا - کہ عطیات خدا و رسول کو کیون ضبط کیا جاتا ہے -

ابوبکر صاحب نے اوس مقدمہ کو قطعی دخل کردیا - اور سند یعنی ہبہ نامہ جو پیش کیا گیا تہا اوس کو حضرت عمر نے چاک کرکے پھینکدیا -

دیکھو تشیید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین کے صفحہ کا حاشیہ جسپر بروایتِ اہلسنت شق ہبہ نامہ کا تذکرہ ہے - جبکہ یہہ بوجہ ناموجہ غیر مسموع ہوا تب آپنے فرمایا کہ مین ہر طرح مالک ہون - میرے مالکانہ استحقاق مین تمہاری توجیہات کارآمد نہ ہونگی - ہبہ اگر تمہارے نزدیک صحیح و جائز نہین ہے تو مین اپنے باپ کے متروکات کی وارثہ ہون - سیدہ جانتی تہین کہ اب کوئی موقعہ گفت و شنید مخالفین کو نہ ملے گا - مگر وہان کیا دیر ہے ذرہ کل ہانڈی اور تانبے پیتل کے برتنون کیطرح خدشین دہل گئین - خود خلیفہ صاحب نے فرمادیا کہ آپ کیسی وراثت لیتی ہوی پھر رہی ہین - آپکو یہہ بھی

خبر ہے کہ نبیون کے وارث محروم قرار پا چکے ہین۔ آپ کے باپ کے متروکات
لون کی اولاد حرام ہین۔ اور ہم صاحبون پر حلال ستیدہ نے فرمایا کہ کمال
تعجب ہے کہ میرے والد بزرگوار ہر طرح کے سائل مجھکو سمجھا گئے اخبار آئندہ و فتن
وحوادث کی خبر دیگئے۔ مگر اس اہم مسئلہ کو جسکا نفع و ضرر میری ذات سے
بالخصوص تعلق رکھتا ہے۔ چھپائے رکھا کبھی ظاہر نکیا۔ سوائے تمہارے
کوی اور بھی شہادت دیسکتا ہے۔ کہ حضرت نے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ ابوبکر
نے جواب دیا کہ کسی کے سامنے حضرت نے نہین فرمایا فقط مجھسے تخلیہ مین
بذیل دیگر راز و نیاز کے فرما گئے تھے۔

عند السنیہ یہہ بات مسلم ہے کہ ابوبکر اظہار حدیث مین متفرد تھے۔
چنانچہ صاحب ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین۔ (اگر چون این خبر را
(یعنے نحن معاشر الانبیاء) ابوبکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش از دیگرے
نداشت۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی ہدیۃ الشیعہ مین لکھتے ہین کہ ابوبکر سے
اسواسطے کہا تھا کہ اونکو اپنی خلافت مین ایسے پیچیدہ مقدمہ کا فیصلہ کرنا تھا۔
پس اسیواسطے ظاہر کر دیا تھا۔ کہ نئے قسم کے مقدمہ فیصل کرنے مین اون کو
دقت واقع نہ ہووے۔ اور بیدھڑک ہوکر فیصلہ صادر فرماویون محمد قاسم
صاحب نانوتوی اک عجیب بات اسی سلسلہ مین لکھتے ہین۔ فرماتے ہین
کہ جب ستیدہ ورثہ پدری سے محروم ہوئین۔ تو مدینہ مین گھر گھر غل پڑ گیا اس سے
واضح ہوتا ہے کہ قبل از تصفیہ وراثت جملہ سکنائے مدینہ بالعموم اس سے ناواقف
تھے کہ انبیا کے ورثا ترکہ پانے سے محروم کئے گئے ہین۔ غرضکہ اس مین کوئی

شک نہیں ہوسکتا کہ نفی وراثت کی حدیث بیان کرنے میں ابوبکر صاحب کی تنہا یادداشت نے کام دیا۔

خلاصہ یہ کہ مقدمہ یہ جو کہ اصل اصول نازعہ ہے اوسنے اہلسنت کو ایسا دائرہ ضیق میں پھنسایا ہے کہ اوسکے جواب دہی سے قطعاً پنہ دہن ہیں۔ لہذا شاہ صاحب نے لاچار ہوکر تحفہ میں لکھدیا کہ شیعہ جو دعوی کرتے ہیں کہ فاطمہ علیہا السلام نے مقدمہ ہبہ رجوع کرکے حضرت علی وام ایمن وحسنین سے گواہی دلائی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ دعوائے ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی الاختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلاً موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است۔ شاہ صاحب بھی آفتاب پر خاک ڈالنے میں سیاہ آندھی ہیں۔ بدیہات ابلہ سے انکار کر دنیا گویا اونکا عین مذہب ہے۔ نہ معلوم اس شخص نے کیوں دھوکہ دہی پر کمر باندھ کر سنیوں کو مغالطہ دیا (۲۵)۔ کتب معتبرہ اہلسنت میں بہ تفصیل ما تمر لکھا ہے۔ کہ منجانب سیدہ ہبہ کا دعوے پیش ہوا۔ علی وام ایمن وحسنین نے وقوع ہبہ پر گواہی دی۔ خلیفہ صاحب نے بعد سماعت شہادت حکم دیا کہ عدل ایک مرد ہیں اور ام ایمن ایک عورت ہے حسنین ایک چھوٹے بچے ہیں (دگر ہی) کے لئے یہ شہادت کافی ہے۔ اتنی مواد آثار تو ۲۵۔ کتابوں میں درج ہیں۔ مگر شاہ صاحب وہی مرغے کی ایک ٹانگ کھے جاتے ہیں۔ کہ افترا شیعہ ہے افسوس ہے دانشمندان اہلسنت پر کہ ایسی یاوہ گو آدمی کی تحریر کو سچا سمجھکر کہیں جائیں کہ شاہ صاحب بہادر نے

یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے۔ جو شخص اتنی کثیر تعداد کتب کی تحریر سے
انکار کرے اور غلط دکھلائے وہ کسیطرح عالم دین کہنے کا قابل نہیں
ہو سکتا۔ اگر مخرب و بدراہ کنندہ کہا جا سکتا ہے۔ مقدمہ نے مبہ کی بحث کو
رسالہ تقریر و تنبیہ میں بسبب منافی سے بیان کیا ہے۔ جو صاحب
ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ بہت لطف اوٹھائینگے۔ بعض
کتابوں میں حال دعوائے مبہ و شہادت درج ہے۔ اور اس کی عبارت
سے تشبیہ زبان جناب مولانا مفتی السید محمد قلی صاحب طاب اللہ ثراہ
کے کتاب تشیید المطاعن سے جو طبع مجمع البحرین لدہیانہ صفحہ ۲۲۹ پر
نقل فرمائی ہے جسکو اشتباہ ہو دیکھ لیوے۔ منجملہ کتب تذکرہ صدر
دو چار کتابوں کے نام بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ واضح ہو جاوے کہ
ایسے ایسے علماء جلیل الشان نے دعوائے مبہ کا ذکر کیا ہے جسکو
شاہ صاحب انکار کرتے ہیں۔ منتہی قاضی القضاۃ۔ زبدۃ العقول
شرح مواقف الخطاب مواقف۔ شرح مواقف۔ روضۃ
بہجۃ واتحف کثیر الفوائد و تہذیب میں مقدمہ مبہ دعوا بھی گواہ اور مدعو
الیہ کا ذکر کیا ہے تو کیا یہ انصاف ہے کہ صاحبان اسباب کو نفی کر سکتے
ہیں کہ واعظ نے ایسا دعوی بدون عدالت کیا جو فی الواقع ہوتا تھا اور علی اکبر
و حسنین علیہ السلام نے نیظر اکتساب مال ناجائز جھوٹی گواہی دی
پس شاہ صاحب کا یہ سے انکار کرنا اور مواقف صاحب کا معاملہ کو
بے اصل و افترا شیعہ لکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں

سوائے عداوت و مخالفت اہلبیت امر دیگر مرکوز طبعیت نہین - اگر بقول موثق صاحب یہہ معاملات قطعاً ساختہ شیعہ ہین - تو بروایت مسلم و بخاری و دیگر کتب سنیہ سیدہ ابوبکر صاحب سے کیون ایسی ناراض ہوئین کہ تبتک زندہ رہین کلام نکیا اور وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے جسکو شاہصاحب بہی تسلیم کرکے لکہتے ہین کہ یہہ وصیت غایت تستر و حیا سے واقع ہوی تہی - نکہ بغض و عداوت سے سب سے قطع نظر کرکے اہل انصاف سے پوچہا جاتا ہے کہ اگر ابوبکر سے کوئی امر خلاف رضامندی سیدہ واقع نہ ہوا تھا تو بقول شاہصاحب عبدالحق صاحب و نگرمیز حضرت ابوبکر دروازہ سیدہ پر جاکر کیون عذرخواہ ہوئی تھے - کیا مطابق شرع و موافق حدیث رسول حکم دینے والے شخص کے ذمہ یہہ بات بہی لازمی ہے کہ مستغیثون کو سنا یا پہرا کرے - ابوبکر صاحب کا دروازہ اہلبیت پر جانا عجیب لطف کا رنگ دکہانے والا ہے -

اسبارہ مین نحیف نے رسالہ تقریر دلپذیر مین بالکل نئی طرح کی گفتگو کی ہے انشاء اللہ تعالے جو صاحب ملاحظہ فرمائینگے - تازہ پہولون کے دماغ پسند خوشبو سے معطر ہو جائینگے -

الحاصل اس تنقیح مین یہہ بحث ہی کہ آیا متروکات انبیاء مین وراثت مالی ہوتی ہے یا نہین - لہذا اوس کی تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتا ہون - میرے اور نیز اون سب کے نزدیک جو کسیقدر بہی پاس و ادب اہلبیت ملحوظ رکہتے ہین سیدہ کا دعوائے ہبہ و وراثت کرنا اور علی و ام ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی

دینا اور پہر عند التنازع وراثت حضرت امیر کا آیات قرآن سے وراثت انبیاء پر استدلال
کرنا بلا حجت وانکار اس بات کا یقین دلانے والا ہے کہ رسول مقبول نے ضرور
سیدہ کو فدک ہبہ کیا تھا۔ اور روبروئے ابوبکر صاحب مقدمہ ہبہ کے برپا کرنیمیں
وہ بالکل صحیح البیان تہین اور گواہان ہبہ نے سچی گواہی دی تہی۔ اور بحث وراثت
مین سیدہ برسر حق تہین اور حضرت امیر قرآن پاک سے وراثت انبیا کی ثابت
کرنے مین راستی پر تھے۔ طمع ولوث ذاتی کو اوس مین ہرگز دخل نہ تھا۔ جو لوگ
کہ سیدہ کو اہل نفسانیت سے جان کر اون کے دعوی کو محمول بطمع کرتے ہین
جیسا کہ مولوی خلیل احمد صاحب مدرس دیوبند مولف ہدایات الرشید نے
لکہا ہے کہ جناب فاطمہ نے بہ جوش نفسانیت یہہ دعوی پیش کیا تھا وہ البتہ
بخیال حفظ ابوبکر یہہ کہہ سکتے ہین اور کہتے ہین کہ سیدہ نے خواہ جہالت یا طمع
نفسانی سے یہہ دعوی دائر کیا تھا۔ آیہ یوصیکم اللہ کو جناب سیدہ کا دلیل وراثت
مین پیش کرنا خود تبلا رہا ہے کہ وہ باعتقاد خود اوسکو عام خلایق پر موثر سمجہتے
ہین پس فاطمہ کا دعوی کرنا ہمکو یقین دلانے والا ہے۔ کہ متروکات انبیاء
مین نفاذ وراثت ہوتا ہے۔ علاوہ ازین آیات قرآن پاک وَوَرِثَ
سلیمان داؤد وَرَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَ
يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ کی تفاسیر مین علمائے اہلسنت قایل بوراثت
مال ہوئے ہین۔ تفسیر بیضاوی وتفسیر کشاف وزمخشری وربیع الابرار
وبغوی وتفسیر معالم التنزیل وتفسیر بحر المعانی وتفسیر مدارک وکتاب حیوۃ الحیوان
وغیرہا مین لکہا ہے۔ کہ جناب سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کے

Presented by Ziaraat.Com

متروکات سے سوائے دیگر اموال و متاع کے ایک ہزار گہوڑے ملے
تہے تمام کتب و تفاسیر کی عبارت نقل کرنا موجب طوالت سمجہکر فقط بیضاوی
شریف کی عبارت جسکو اہلسنت نہایت معتبر جانتے ہین۔ نقل کئے دیتا ہون
تاکہ حضرات کو کچہہ تو یقین پیدا ہو کہ انبیا بہی وراثت رکہتے تہے۔ اور ورثا
نے اون کی وفات کے بعد ورثہ پایا ہے۔ بیضاوی بذیل تفسیر قولہ تعالیٰ الخ
اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد رقمطراز ہوئے ہین۔
رُوِیَ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلام غزا دمشق و نصیبین و اصاب
اَلفَ فَرَسٍ وَقِیلَ اَصَابَہٗ اَبَوُہٗ مِنَ العمالقہ فورثہا منہ
فَاستعرضہا اِلیٰ اٰخرہٖ دیگر کتب و تفاسیر کی عبارات بہی مثل عبارت
متذکرہ بالا بین لیجئے۔ نحن معاشر الانبیاء کو دیمک چاٹ گئی۔
اگر تمام انبیاء کے ورثاء متروکات پدری سے محروم رہے۔ اور رسولان
ماسلف کوئی چیز پس از وفات خود نہ چہوڑتے۔ تو بقول مفسرین مذکور الصدر
حضرت سلیمان ایک ہزار گہوڑے ترکہ پدری مین کیونکر پاتے۔ جناب
خلیفہ اول سے بڑی غلطی ہوئی کہ اونہون نے اور نبیون کو بہی ساتہہ
گہسیٹ لیا۔ اگر اسطرح فرماتے کہ حضرت نے مجہسے فرمایا تہا۔ چونکہ مین
خاتم النبیین ہون لہذا مجہکو بارگاہ عزت سے یہہ شرف حاصل ہوا ہے
کہ جو ترکہ چہوڑ جاؤن اوسمین اجراء احکام وراثت نہ ہوگا۔ بلکہ بذیل
تصدقات سوائے ہمارے خاندان کے دیگر مومنین پر حلال سمجہا جائیگا
تو کسیقدر متقلدان ابوبکر کا کام چل سکتا تہا۔ نتیجہ یہہ ہوتا کہ نہ علی انبیاء

سابق کے وراثت کا قرآن سے حوالہ دیتے اور نہ ہم بہ ثبوت وراثت مالی
بیضاوی و دیگر تفاسیر کے اوراق اولٹ پلٹ کرتے - اور سنئے حضرت
حسن بصری جو کہ صوفیون کے پیر مغان ہین آیہ وانی ہدایہ دورث سلیمانگی
تفسیر مین وہ بہی وراثت مالی کے قایل ہوئے ہین - دیکہئے جناب مولف
ان مغز لوگون کی نسبت کیا فتوی دیتے ہین - غالبًا یہہ ہی کہین گے
کہ آدمی تو معتبر تہے مگر نہ معلوم کیون بہک گئے - یا یہہ کہدین کہ شیعہ نے
موقعہ پاکر ہماری کتابون مین اپنی مفید مطلب لکہدیا ہے حامیان ملت
سنیہ بہت کوشش کر رہے ہین کہ کسی حیلہ و تدبیر سے ابوبکر صاحب مصئون
عن القدح ہون اور جناب سیدہ پر الزام آجائے - مگر بقول سندی سانچ کو
کیا آنچ - جسقدر توجیہات بیجا و فضول و لاطائل پیش کرینگے اوسیقدر
کند بلا ہوتے جائینگے - ہائے افسوس حضرت عائشہ کا بہی خیال نہین کرتے
کیونکہ بقول سنیہ وہ بہی مثل سیدہ متروکات نبوی کے مدعیہ ہین اگر فاطمہ پر
صرف آیا تو عائشہ صدیقہ محبتہدہ اور عثمان غنی سات سمندر پار اوترکر نعلوم کس
جزیرہ مین پہونچ جائینگے - بوکالت حضرت عثمان جناب بی بی صاحبہ بہی آٹہوین
حصہ کی طلبگار ہوی تہین - بخاری شریف مین در باب حدیث نبتی النظر سارا
قصہ مذکور ہے کہ عائشہ کے بہیجے ہوئے عثمان خلیفہ ابوبکر کے پاس آئے کہ
میری موکلہ کا ترکہ نبی مین آٹہوان حصہ ہوتا ہے - اوسکو دلوائے ابوبکر نے
اونکو بہی وہ ہی حدیث سنائی - جو سیدہ کے سامنے بیان کی تہی - تعجب ہے
کہ نبی صاحب تمام دنیا کے قصہ عائشہ سے تخلیہ مین بیان کر گئے - مگر کبہی اسکا ذکر

Presented by Ziaraat.Com

نفرمایا کہ ہماری وراثت تم پر حرام ہے - کاش بحکم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ
حضرت تبلیغ احکام الٰہی مین کوتاہی نفرماتے - اور محبوب بی بی سے حرمت وراثت کا
اظہار کر جاتے - تو اونکی پیاری اہلبیتہ کو وہ ندامت نہ ہوتی - جو مقدمہ ہارتے وقت
کسی فریق مقدمہ کو ہوا کرتی ہے سب سے زیادہ عجب اسکا ہے کہ جب عائشہ
دیکھ چکی تہین کہ فاطمہ بہی طولانی بحث کے بعد مقدمہ ارث مین ناکامی حاصل
کر چکی ہین - تو انہون نے کس برتے پر مقدمہ دائر کیا تھا - اور عثمان صاحب نے
کس حوصلہ پر وکالت نامہ تصدیق کرایا تھا - شاید باوا کی چچی کو گہر کی حکومت سمجھکر
ایسا کرنے کی جرأت ہوئی ہو - سچی بات یہہ ہے کہ نہ کہین بی بی عائشہ نے دعویٰ
کیا اور نہ عثمان وکیل بنکر کچہری مین گئے یار لوگون نے ابوبکر کی عزت بڑہانے
کے لئے ایک مضمون گڑھ دیا ہے کہ وہ ایسی پاک وصاف تہی کہ فاطمہ تو بجائے
خود رہین عائشہ کا بہی پاس نکیا - اور کورا جواب دیدیا اگر کہا جائے کہ سیدہ کے
ساتہہ مخالفت تہی اس جہت سے فدک نہ دیا تو عائشہ سے کیا خصوصیت تہی
جس کے دعوی کو سماعت کیا - اس مضمون کا بناوٹی ہونا خود ظاہر ہے -
ایک مدعی کا دعوی خارج ہو کر مثل داخل دفتر ہو رہی ہے اور دوسرا اوسی بناء
روشدہ پر عرضیدعوی لئے ہوئے عدالت کے دروازہ کو جہانک رہا ہے -
بہلا یہہ بات کسیطرح بہی سمجہہ مین آسکتی ہے - اور اگر دعوائے عائشہ کو صحیح
مان لیا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ صدیقہ محترمہ بہی ابا جان کو نقل نحن معاشر
الانبیا مین کچہہ سبب سچا نہ جانتی تہین - اگر راست گو سمجہتین تو بضرور اخراج
دعوائے فاطمہ دبان لیتین کہ میان والد ماجد سے کہہ گئی ہونگی - کہ ہمارا کوئی

Presented by Ziaraat.Com

وارث نہین ہے عائشہ کے دعویدار ہونے سے سخت شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ
عائشہ ابوبکر کو نقل حدیث مین جھوٹا جاننے والی نہ تھین -

حقیر نے اس بحث کو رسالہ سجادیہ مین جسکے جواب سے تمام ہندوستان کے
علماء سنیہ عاجز ہو چکے ہین عجیب دلچسپ طرز سے بیان کیا ہے - رہی آیہ
دوم یرثنی ویرث من آل یعقوب اوسکی تفسیر مین بھی مفسرین اہلسنت
نے وراثت مال ہی سے مراد لی ہے سدی و مجاہد و شعبی و بغوی و ابن جریر
و حسن بصری و ضحاک و فخر رازی اسکے قائل ہوئے ہین کہ اغلب رائے یہ
ہے کہ حضرت زکریا نے ورثہ پہونچنے کیلئے بیٹی کی خدا سے خواہش کی ہو
عبارت معالم التنزیل نقل کیجاتی ہے - قَالَ الْحَسَنُ مَعْنَاهُ يَرِثُنِي
مَالَ - شاہصاحب نے اسجگہ قوت عقلی سے عجیب دھوکہ آمیز گفتگو کی
ہے - فرماتے ہین کہ اس آیت مین مال و اثقال سے مراد نہین بلکہ نبوت
سے ہے - چنانچہ لکھتے ہین کہ مراد وراثت منصب است کہ اشرار بنی اسرائیل
بعد از من بر منصب نبوت مستولی گشتہ مبادا کہ تحریف احکام الٰہی و تبدیل
شرائع ربانی نمایند و علم مرا محافظت نکنند - و بدان عمل نہ آرند - کیا خوب
دعا ہے کہ مجھکو بیٹا عنایت کر جو مہمات نبوت کی پوری نگہداشت کرے ایسا
نہ ہو کہ فاسقین و فاجرین غلبہ پاکر شریعت کو درہم و برہم کر دین - اہل عقل
غور فرماتین کہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جسپر بلا حکم خدا کوئی شخص متصرف
ہو کر دین کو تباہ و برباد کر دیوے - اگر حضرت زکریا کے بیٹا پیدا نہ ہوتا تو
کیا امر رسالت معطل رہکر دین خدا ظالمون کے پنجہ مین پھنس جاتا - حضرت

زکریا علیہ السلام حسب عقیدہ شاہصاحب اتنا بھی نجانتے تھے کہ بحکم لاینال عہدی الظالمین منصب امامت و نبوت ظالمون کو نہین پہونچ سکتا۔ یہہ عہدہ خداداد ہے جسکو اللہ اوسکے قابل دیکھتا ہے عنایت فرماتا ہے اگر بقول شاہصاحب یہہ دعا اسی معنی پر واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے خدا کو ہدایت کی اور بیدار کیا کہ مجکو بیٹا عنایت کرو ورنہ نبوت پر غارتگر مسلط ہو جائینگے۔

افسوس ہے کہ شاہصاحب نے بضد و عداوت سیدہ آیہ وارثت کے ایسے معنی بیان کئے کہ جس سے ایک اولوالعزم نبی کی معرفت مین بڑا بھاری دھبہ لگتا ہے۔ الفاظ دعا یہہ ہین کہ یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ یعنی وہ مولود جس کے عنایت کرنے مین استدعا کرتا ہون۔ مجھسے ورثہ لے اور آلِ یعقوب سے لے۔ تو کیا نبوت کے اجزا اور حصہ ہوا کرتے ہین۔ کہ کچھہ اس گھر سے اور کچھہ اوس گھر سے لیجائے۔ یہہ بات ہرگز نہین۔ بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام پیر خمیدہ پشت ہوگئے تھے اور اونکی زوجہ گرامی سن یاس کو پہونچ چکی تھین جس سے زاد و ولد بظاہر بعید تھا ایسے وقت مین بحالت مایوسی اونہون نے دعا کی تھی تاکہ باقیات الصالحات سے تمتع اوٹھائین اور اون کی املاک و جائداد جو کہ تمامی شرعی ذمہ داریون سے پاک و صاف تھین اشرار و فجار کے ہاتھہ مین نہ پڑین مال حلال کی حفاظت مین دعا و تدابیر شایستہ سے کوشش کرنا معیوب نہین بلکہ ممدوح ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ انبیاء کے متروکات بھی ہوتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اون مین اجرا ور اثت بھی ہوتا ہے ۔ اور سیدہ کا دعوی جائز طور پر ہوا تھا۔ اور خلیفہ ابوبکر نے نحن معاشر الانبیاء کے بیان کرنے سے سیدہ کے حقوق واجبہ تلف کر ڈالا۔

تنقیح چہارم

(آیہ یوصیکم اللہ بنی دغیر بنی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنے ہے ۔)

اس آیت کی نسبت شیعہ یہہ کہتے ہین کہ اولاد نبی وغیر نبی بموجب آیت اپنا اپنا حصہ مورثون کے ترکہ سے پا سکتے ہین ۔ خدا نے دختر و پسر کے حصہ کی تعداد اس مین بتلادی ہے ۔ سنی صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اس آیت کا انبیاء سے تعلق نہین امت کو حکم دیا گیا ہے کہ تقسیم ترکہ اسطرح کرنا چاہیئے ۔ اہل انصاف کے سامنے فریقین کا ثبوت دکھلایا جاتا ہے۔ عاقل لوگ بمعائنہ دلایل فریقین نتیجہ نکال لیوین کہ آیت کا مطلب عام ہے یا خاص ۔ ✣ ۔

دلایل شیعہ

اول ہمارے نبی صلعم و دیگر انبیاء علیہ السلام مثل سائر الناس کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے ۔ عمدہ پوشاک پہنتے تھے ۔ اونٹ و گھوڑے پر چڑھتے تھے ۔ عورات سے لذتین اوٹھاتے تھے ۔ بال بچے اولاد مراد

Presented by Ziaraat.Com

سب رکھتے تھے یہہ کیا معنی کہ اولاد کو اون کا ترکہ نہ ملے - اولاد انبیاء پر بڑی سختی معلوم ہوتی ہے کہ اون کے باپ کا ترکہ لوگ کہائین اور وہ مایوسانہ دیکھہ دیکھکر دم نہ مارین - یہہ صریح جبر ہے اور جبر و ظلم ذات خداوندی سے بعید ہے - سوائے ازین قرآن پاک مین کسی جگہ صراحتاً یا کنایتہً اسکا ذکر نہین ہے - کہ نبیون کی اولاد اپنے مورثون کے ترکہ سے محروم کیگئی ہے - کتاب اللہ ہر رطب و یابس پر شامل ہے - کسی جگہ اسکا ذکر نہ ہونا آیہ یوصیکم اللہ کا عام لوگون کے حق مین موثر ہونا ثابت کرتا ہے -

دوم بعد منسوخی ہبہ جناب سیدہ نے اس آیت کے بناء پر دعوای وراثت پیش کیا - حضرت علی نے بروایت کنز العمال وغیرہ بطرفداری سیدہ اجراء وراثت پر قرآن سے دلائل پیش کین عائشہ نے متروکہ نبی کو قابل جریان وراثت جانکر آٹھوین حصہ کا مطالبہ کیا - عثمان نے پیروی مقدمہ کا بار اپنے ذمہ لیا - +

دلائل اہلسنت

سُنی صاحب کوئی بات ایسی دل لگتی ہوئی بیان نہین کرتے جس سے خیال کیا جاوے کہ یوصیکم اللہ قاطع حقوق وراثت انبیاء ہے - البتہ شاہ صاحب نے حضرت ابوبکر کی بارہوین طعن مین فقط اسیقدر لکھا ہے کہ لفظ کم خطاب بامت است - نہ بہ پیغمبر - مگر حضرت ممدوح نے کوئی دلیل بہ ثبوت مدعا خود نہین لکھی - ویسے ہی گول مول چھوڑ گئے - البتہ

مولوی محمد قاسم صاحب بانئے مدرسہ دیوبند و مؤلف ہدیۃ الشیعہ نے ایک بڑی دلیل لکھی ہے۔

فرماتے ہین کہ اسجگہ خدا مثل کلکٹر ہے۔ اور نبی سرشتہ دار سرشتہ دار جب بحکم کلکٹر کسی مجرم کو حکم سناتا ہے تو اسجگہ قرینہ بیان یہہ ہوتا ہے کہ صاحب بہادر تمکو ایک ماہ کی قید یا پچاس روپیہ جرمانہ کرتے ہین۔ تو گو اوس حکم کا سنانے والا سرشتہ دار ہوتا ہے۔ مگر اوس حکم سے اوسکے نفس کو کوئی فائدہ و ضرر نہین ہوتا۔ ایسے ہی نبی بحکم خدا امت کو ہدایت کرتے ہین۔ کہ اے معشر مسلمین خدا تمکو یہہ حکم دیتا ہے کہ دختر کا ایک حصہ اور پسر کے دو حصہ ہوتے ہین۔ پس نبی کی ذات اس حکم سے بچی ہوئی ہے۔

دوسری دلیل یہہ لکھتے ہین کہ وراثت مردہ کی تقسیم ہوا کرتی ہے نکہ زندہ کی نبی گوشۂ قبر مین زندہ موجود بیٹھے ہوئے ہین۔ اس صورت مین تقسیم ترکہ کیونکر ممکن ہے۔

افسوس کہ ابوبکر کے ذہن عند الرجوع دعوی یہہ حجت قوی مرکز نہ ہوئی ورنہ وہ ضرور پیش فرما دیتے۔ مگر کیہہ فائدہ نہوتا سیدہ بہ ثبوت مرگ اَنْبِیَاءَ اَنَّکُمْ سَیَمُوْتُوْنَ وَاَنَّھُمْ سَیَمُوْتُوْنَ قرآن سے نکالکر دکھلا دیتین۔ دونون فریق کی حجت و دلایل مثل آئینہ اہل نظر کے سامنے ہین جسطرف عقل رہنمونی کرے جھک جائین۔

تنقیح پنجم

لفظ لم یرثوا مستدلہ مولف صاحب سے عام وراثت کی نفی ہونی سے یا کیا۔

ہرگاہ اکابر علماء سنیہ کے بیانات سے تنقیحات ماسبق مین ظاہر ہوچکا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا جسپر اون کی اولاد متصرف ہوئی اور حضرت زکریا نے تحفظ مال جائز و مباح کیلئے استدعاء اولاد کی اور حدیث نحن معاشر الانبیاء ما ترکنا صدقہ بیان کردہ حضرت ابوبکر منجمہ ترک جائداد وغیرہا ہے تو حدیث کافی ان الانبیاء لم یورثوا درھما ودینارا مین جو لفظ لم یورثوا وارد ہوا ہے وہ اسبات پر دلالت نہین کرتا کہ انبیاء سوائے پشتارۂ حدیث اور کچھ گھر مین چھوڑتے ہی نہین جس سے ورثاء مستفید ہون بلکہ صاف و صحیح مطلب یہہ ہی ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین علم پایا ہے نکہ درہم و دینار طالب علمون کی زلیات اور نفس معاملات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ مولف صاحب کو چاہئے کہ اپنے اون علماء مفسرین کو جنہون نے ارث انبیاء مین نفاذ وراثت جائز سمجھا ہے سزائے نابانہ و بیدو یکا پوچھین کہ نبیون کے پاس تو سوائے علم و حدیث کے اور کوئی چیز تھی ہی نہین پھر تم کیسے کہتے ہو کہ حضرت سلیمان نے ورثہ مین ہزار گھوڑے پائے تھے۔ عائشہ کی سوح کو بذریعہ سمرنیم طلب کرکے پوچھین کہ آپنے آٹھوین حصہ کا کیون دعوی کیا تھا۔ عثمان صاحب کو چشم نمائی کرین کہ وکالت نامہ لیکر عدالت مین کیون گئے تھے۔ قاضی بیضاء کا انداز پوچھین کہ آپنے خواہ مخواہ باین جلالت و عظمت شان ترکہ داود مین مال کا تذکرہ کیون کیا

Presented by Ziaraat.Com

کیون آمادہ ہوگئے - حسن بصری کا جبہ و درویشی اوتار کر یوچھین کہ ای حضرت آپ باین کشف وکرامات وسیر ارض وسموات خلاف مقصود خدا رب بک لی من لدنک ولیا مین یہہ رائے دینے پر کیون آمادہ ہوگئے کہ اس دعا کا وراثت مال پر مشتمل ہے - یہہ لوگ مؤلف صاحب کو سمجھا دینگے - کہ حضرت مجھ ہی کی پیر سے اکثر لوگون نے قرآن سے ہدایت پائی - اور اکثر نے ضلالت مین امید کرتا ہون کہ بعد معائنہ نتیجہ ہر پنج تنفیح کسی عاقل کو یہہ وہم کرنے کی گنجایش نملے گی - کہ انبیا مطلق کوئی چیز نہین چھوڑتے - اور اون کے متروکات ناقابل اجرا احکام وراثت ہین -

مولف صاحب کو لازم ہے کہ بہ قایم مقامی مولوی عبدالعزیز صاحب جو اونہون نے تقریر کی ہے - جسکو صاحب کشید المطاعن نے باطل کیا ہے پہلے اوسکو حرف بحرف رد کردین تب مصنفون کی جماعت مین بیٹھنے کا نام لین - ورنہ اونکی کوئی بات لائق سماعت وپذیرائی نہ سمجھی جائیگی -

مولف پر لازم ہے کہ پہلے یہہ لکھین کہ مقدمہ ہبہ رجوع کرنے مین سیدہ نے اپنے والد ماجد پر افترا کیا - یا کہ دعوی اون کا صحیح تہا -

دوم - ۲۵ - کتابون مین جو حالات یہہ لکھے ہین وہ کتابین معتبر ہین یا نامعتبر بصورت نامعتبر ہونے کی دلیل کیا ہے -

سوم - علی واقع امین نے جو گواہی دی وہ سچی تہی یا جھوٹی -

چہارم - عبدالعزیز صاحب نے جو دعوای ہبہ وشہادت گواہان سے انکار کیا ہے - اور ۲۵ - کتابون مین اوسکا حال درج ہے - اندرین صورت

ہبہ کو مفتریات شیعہ بیان کرنے مین شاہ صاحب کا بیان کہان تک قابلِ وثوق ہے -

ترجمہ - درحالیکہ مولف صاحب لکھہ چکے کہ معاملہ فدک بے اصل و افترا شیعہ ہے - تو سیدہ و عائشہ کا مدعی وراثت ہونا حضرت علی کا وراثت انبیا کو آیات قرآن سے ثابت کرنا سیدہ کا ابوبکر سے ناراض ہوکر سدباب کلام کرلینا ابوبکر کا بروایات مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوٰۃ و فصل الخطاب و ریاض النضرۃ و کتاب الموافقہ ابن السمان وغیرہا مندرجہ تشئید المطاعن صفحہ ۲۲۷ - کیا معنی رکھتا ہے - اگر فدک پر کوئی نزاع نہ ہوا تھا اور شیعہ نے مفتری بنکر خواہ مخواہ ابوبکر کے سر پر طوفان تہوب دیا تھا - تو یہہ اتنی باتین کہان سے پیدا ہوگئین -

مولف صاحب ارشاد فرماتین کہ وہ شیعہ کو افترا پرداز بتلانے مین سچے ہین یا اون کے علما سابقین ان واقعات کثیرہ و عدیدہ کے بیان کرنے مین جہوٹے ہین - آخر دونون مین کوئی سچا بہی ہے -

الحمد للہ کہ ہر پنج تنفیح مین مولف صاحب کے دعوی کے کشف حقیقت کیگئی اگر تا مدۃ العمر جواب دینے مین کوشش کرنا چاہین گے - تو انشاء اللہ ایک بات کا جواب معقول نہ لیسکینگے - یہہ لطیفہ بہی قابل سننے اور یاد کرنے کے ہے - مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ ۴ - سطر ۴ - پر لکہتے ہین کہ بخاری مین لکہا ہے -

کہ عمر ابن خطاب نے علی و عباس و عثمان و عبدالرحمان بن عوف و

وسعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام سے پوچھا کہ قسم دیتا ہون مین تم لوگون کو اوس خدا کی جس کے حکم سے قایم ہے آسمان و زمین آیا جانتے ہو تم تحقیقاً کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہین ہم وارث کئے جاتے جو چیز کہ چھوڑا ہم نے اوسکو وہ صدقہ ہے۔ سب نے کہا کہ واللہ ہان کہا ئے پھر متوجہ ہوئے حضرت عمر طرف حضرت علی و عباس کے۔ پس کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم دونون صاحبون کو آیا تم دونون جانتے ہو کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسا فرمایا ہے۔ دونون صاحبون نے کہا کہ واللہ یون ہی ہے آگے مولف صاحب لکھتے ہین کہ یہہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تھے نہ صرف حضرت ابوبکر خصوصاً حضرت علی کو جو شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اوسی صفحہ چار پر مولف صاحب بخاری سے دوسری حدیث نقل کرتے ہین کہ قَالَ اَبُوبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِیٌّ وَعَائِشَۃُ لَانُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ واہ یہہ عجیب نغمہ بے وقت ہے۔ بروقت بحث وراثت بعد ابوبکر ایک گواہ حدیث لانورث نہ تھا۔ اور عمر صاحب کے سامنے کوڑیون نکل پڑی۔ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے ایک طولانی عبارت مین بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سماعت پر کسی نے گواہی نہین دی چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہے

فَاَیْنَ کَانَتْ ھٰذِہِ الرِّوَایَاتُ اَیَّامَ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَا نَقَلَ اَنَّ اَحَدًا مِّنْ ھٰؤُلَاءِ یَوْمَ خُصُوْمَۃِ فَاطِمَۃَ وَاَبِیْ بَکْرٍ رُوِیَ مِنْ ھٰذَا شَیْئًا ہ دور کیون گئے شاہ صاحب بھی تو قبول کرتے ہین کہ اوس وقت اس حدیث کی سماعت کا حال کسی دوسرے سے دریافت نہین کیا گیا

چنانچہ ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین - کہ چون این خبر را (یعنے حدیث وراثت را) ابوبکر خود شنیدہ بود، حاجت تفتیش از دیگرے نداشت - بھلا یہہ بھی کوئی بات ہے - کیون حاجت تفتیش نہ تھی خاندان نبوت کا جنکی اطاعت بحکم حدیث ثقلین ابوبکر و تمام امت پر فرض تھی مقابلہ تھا ابوبکر پر لازم تھا کہ اپنے کلام کی تصدیق کے لئے، دو چار گواہون کا بیان ضرور قلمبند کر لیتے تاکہ فاطمہ پر حجت ہو جاتی علی سے کہتے کہ حضرت آپ کے سامنے نبی صاحب لا نورث فرما گئے ہین - آج آپ کی بی بی صاحبہ خلاف اوسکے ورثہ مانگ رہی ہین - ذرا اون کو سمجھا دیجئے کہ تم بوجہ اولاد نبی ہونیکے باپ کے ترکہ سے محروم ہو چکی ہو عام غلامون کی طرح تمکو ورثہ نہین ملسکتا اگر سر دربار مرتضےٰ ایسی گواہی دیتے تو فاطمہ چپکی ہو کر گھر مین بیٹھ رہتین نہ ابوبکر سے ناراض ہو کر باب کلام بند کرتین اور نہ بروقت رحلت وصیت فرماتین کہ ابوبکر کو میرے جنازہ پر نہ کھڑا ہونے دینا - اور نہ ہم لوگ بطرفداری سیدہ صاحب کی بغض الفاظ سے مذمت کرتی -

غرضکہ بیانات گواہان لینے مین سوائے فائدہ کے کوئی نقصان تھا مگر ہر کسے مصلحت خویش کو میدارد - خلیفہ صاحب نے اسمعاملہ مین ضرور کچھہ فائدہ دیکھا ہوگا -

بخاری شریف مین عائشہ و عثمان و علی و عباس وغیرہا کا حدیث وراثت پر گواہی کا دینا لکھا ہے اور بخاری ہی مین در باب حدیث بنی النضیر یہی درج ہے کہ عائشہ نے ابوبکر سے آٹھوان حصہ بوکالت عثمان طلب کیا - دیکھو صفحہ

(۲۰۴) تشئید المطاعن - نہ معلوم مولف صاحب ان ہر دو روایات مخالفہ
ومتضادہ سے کسکا اعتبار فرمائین گے - بڑا غضب ہوا اختلاف کلام کے
جرم مین بی بی بخاری بے اعتبار ہوئی جاتی ہین - عائشہ بہی عجیب بالا کتہین
ایک جگہ کہتی ہین کہ متروکات نبی صدقہ ہین اون مین وراثت جاری نہین
ہوسکتی - اور دوسرے موقعہ پر خود مدعی وراثت ہوکر مقدمہ لڑا بیٹھین - خیر یہہ
تو عورت تہین مگر عثمان بہی بہک گئے - حدیث لانورث کی گواہی بنی لیے -
مقدمہ وراثت کا وکالت نامہ بہی لکہا لیا - حضرت ابوبکر اک سادہ طبیعت
وشریف مزاج آدمی تہے - ورنہ عثمان کو قانون پیشہ سمجہکر بجرم دہوکہ بازی و
خلاف بیانی سپرد شش کر دیتے - حقیقت مین شیخ سعدی نے سچ کہا ہے
نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیک مردان
اگر ابوبکر صاحب عثمان کی چالاکی سے چشم پوشی نکرتے اور سیدہا فوجداری سپرد
کر دیتے - تو اون کو اپنی عہد خلافت مین یہہ جرأت نہوتی کہ تمام فدک کو
مروان کے پیٹ مین گہسیڑ دیتے - دیکہو رسالہ تجاویہ مولفہ حقیر انعافات
وقت سے حدیث وراثت کے تمام گواہ بچ گئے - علی وعباس بہی اعلےٰ
درجہ کے گواہون مین داخل ہین اور روبروے عمر اونہون نے ایک بڑے
جلسہ مین نہایت شد ومد وواللہ باللہ کے ساتہہ شہادت ادا کی ہے -
ہمنے رسالت مآب کی زبان سے یہہ حدیث سنی ہے - کہ ہمارا ورثہ صدقہ
ہے - احکام وراثت اوسپر نفاذ پذیر نہین ہوسکتی - مگر صحیح مسلم کی کتاب الجہاد
مین مذکور ہے - کہ علی وعباس نے حضرت عمر کے اجلاس مین دعویٰ

Presented by Ziaraat.Com

فدک پیش کیا۔ جسپر اونہون نے یہہ جواب دیا کہ اے علیؑ وعباس
اس مقدمہ کو تم نے ابوبکر کے سامنے پیش کیا تہا۔ پس جبکہ اونہون نے
تمہارے خلافِ مراد فیصلہ صادر فرمایا تو تم دونون نے اونکو کاذب وغادر
وخائن وآثم سمجہا۔ مین ابوبکر کی رائے کو توڑ کر تمکو دگری نہین سکتا۔ تم مجہکو
بہی ایسا ہی جانتے ہو۔ جیساکہ میرے بڑے بہائی کو جانتے تہے۔ بخاری
ومسلم کی بہی عجیب پرنور روایات ہین نہ کہین ہیر ہے نہ پیر۔ کسی جگہہ لکہا ہے
کہ فلان فلان حدیث وراثت کی گواہ ہے اور پہر اونہین گواہون کو لکہا ہے
کہ مدعی وراثت ہوئے اور حاکم کو جہوٹا اور دغاباز کہا ایک اجلاس سے مقدمہ
ہارے اوسپر صبر نکیا دوسرے حاکم کے یہان اوسی مقدمہ کو مجدد دائر
کرادیا۔ دفعہ ۱۳۔ ضابطہ دیوانی کا بہی خیال نکیا۔ چونکہ اہلسنت کی صحیحین مین یہہ
خلاف عقل جہگڑے درج ہین۔ وہ ہی جواب عنایت فرمائین کہ یہہ کیا قصہ
ہے۔ یہہ کیسے لوگ تہے جو کبہی گواہ بنے۔ اور کبہی مدعی بنکر حاکم کو جہوٹا
سمجہا۔ ایک جگہہ مقدمہ ہارا دوسری جگہہ دائر کیا۔ کسی عالم اہلسنت نے آجتک
اس پیچیدگی کو نہین سلجہایا۔ ہان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف
ہدایۃ الشیعہ نے علیؑ وعباسؓ کی نسبت لکہا ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر کے اجلاس مین
مقدمہ دائر کرکے بعد ناکامی جو عمر کی کچہری مین عرضیدعویٰ لیکر پہونچ گئے اسکی
وجہ یہہ تہی کہ یہہ بدگوار بشر تہے اور بشر سے سہو ہونا ممکن ہے۔ پس انہون نے
بہول کر دعویٰ کردیا الخ عجب ہوائے محو وسہو چلی کہ کئی آدمی بہول بہلیان مین
پڑ گئے۔ عائشہ وعثمان حدیث وراثت کی گواہ اور پہر اوسی بات کے

بہولے بہکے ہوئے مدعی علی و عباس گواہ اور پہر دعویدار بہول چوک ایکدفعہ ہوتی ہے نہ چند بار اول ابوبکر کے عہد مین بہولے پہر عمر زمان بعد عثمان کیوقت مین دعوائے فدک کرنے سے سہو کیا۔ غرضکہ ہر وقت اور ہمیشہ بہولتے ہی رہے۔ یاد کیون آتا مطلب کے خلاف بہی تہا۔

مولف صاحب بار بار بخاری کی احادیث گہسیٹ گہسیٹ کر لاتے تہے دیکہو ہمنے اوسی قضیہ کے اندر جسکو اونہون نے چہیڑا تھا۔ یعنے یہہ کہ علی بہی حدیث وراثت کو جانتے تہے۔ ایسا جال مین پہانسا ہے کہ جتنا اوچہل کود کر دام بلا سے ہاتھ پیر چہوڑانا چاہین گے بند پر بند چڑہتا جائیگا۔ تا اینکہ دم گہٹ گہٹا کر جان ہو اور روح فنا ہو جائیگی۔ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۱۶ سطر ۱۲) پر مولف صاحب لکہتے ہین۔

ناظرین کو مژدہ ہو کہ اس کمترین نے ایک رسالہ شیخ حبیب احمد شیعی کے اشتہار کے جواب مین لکہا ہے۔ چونکہ اوس شپرہ چشم دکور باطن نے حضرت ابوبکر و عمر کے ایمان و اسلام مین بہی کی ہے لہذا اوسکا ثبوت تحقیقاً و ازاءً عقلاً و نقلاً کتب معتبرہ سے باقوال آیمہ کرام لکہا گیا ہے۔ اور اثبات خلافت خلفاء راشدین و ابطال اعتراضات معترضین کمال بسط و تفصیل سے کیا ہے۔ اور قریب تیس ۳۰ روایتون کی کہ اکثر کتب شیعہ کی ہین۔ ثبوت خلافت خلفاء راشدین مین لکہی گئی ہین۔ اور حدیث خم غدیر کی پوری بحث مذکور ہے۔ اور دریافت شان نزول آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ الآیۃ فریقین کے مفسرین کے اقوال معہ مالہم و ماعلیہم کے مسطور ہین۔ اور اہلبیت و عترت کی نسبت جو کچھ

شیعون کے خیالات ہین وہ دیکھلائے گئے ہین - عنقریب انشاء اللہ تعالے
یہہ رسالہ چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگا - واہ سبحان اللہ ہم تو مدت سے منتظر تھے
کہ کوئی صاحب اشتہار آئینہ حق نما کا جو کہ شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری
نے شائع کیا ہے جواب لکھین - تو حقیقت اہلسنت کھلجائے -

امروہہ سے مولوی محمد احسن قوم نورباف نے ایک جواب لکھا تھا -
جسمین مثل مولف اپنی تمام کتابون کو بے اعتبار بتلایا گیا تھا - حالانکہ بخاری
ومسلم بھی اوسی مین داخل ہین - اوسکا جواب بذریعہ حمایت الایمان امروہہ کے
سادات نے چھاپا تھا - اور ایک لاکھہ روپیہ انعام مجیب کے لئے تجویز کیا
تھا - آجتک تو کسی نے دم نہ مارا تھا - مگر اب مولف صاحب نے کروٹ
بدلی ہے - دعوی تو پر زور معلوم ہوتا ہے مگر نتیجہ مین وہ ہی تین کانی ہونگی
جہلا رسنیہ تو بہت خوش ہو رہے ہونگے کہ مولف صاحب بڑے محقق ہین
مگر عقلا خود میدان بغز شیخین کے باایمان مرنے کا جو مولف صاحب نے
ثبوت دینا چاہا ہے - اوسکا اگاہ ہونا چاہیئے کہ اشتہار مذکور یہ استدعا کرتا
ہے - کہ پرو رسالہ بجا دیدہ دونون صاحبون کا دنیا سے ایمان لیکر جانا
ثابت کردو - مولف صاحب نے یہہ نہین لکھا کہ ہر رسالہ مذکور کے اوت
مضامین کو جو کہ ثبت کفر و نفاق شیخین لکھے گئے ہین - باطل کرکے اپنے
خلیفون کا ایماندار ہونا ثابت کرینگے - اس سے ہمکو اک نوع کی تشویش
ہوگئی - کہ بخاری و مسلم و مشکوات وغیرہا سے لکھدین گے کہ قال ابوہریرہ
وقال عائشہ وقال علی وقال عمر ابن سعد وقال شمر ذی الجوشن

Presented by Ziaraat.Com

اگر مولف نے رسالہ سجادیہ کا رد نہین لکہا اور ویسے ہی قلم اوٹھایا ہے تو اونکو
لازم ہے کہ مسودہ کو پہاڑ پہور کر خاک سیاہ کردین خلاف نشا اشتہار اگر
جواب ہوا تو روایات مین نیلام کردیا جاوے گا۔ معاملہ غدیر چونکہ شاہصاحب
تحفہ مین بہت کچہہ لکہہ چکے ہین اوسکا جواب مجلدات عبقات الانوار مین جلد
دوم حدیث غدیر سے دیا گیا ہے۔ مولف صاحب کو لازم ہے کہ اوس جلد کا
جواب دیکر حدیث غدیر کا خلاصہ مقصود شیعہ ہونا ثابت کرین۔ ورنہ جو کچہہ لکہا
ہے وہ بچون کو تنگ بنانے کے لئے دیدین۔ ہمارے سرکار مین غیر
کمسال جزون کی قدر و منزلت نہین ہے اشتہار اپنے حق نما مین ہمنے پہلے
یہہ شرط لکہدی ہے کہ براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کے لئے معاملہ مرتب کرکے
تیس نمبر ہائے مندرجہ اشتہار کا ہمسے ثبوت لے لیجئے۔ رسالہ سجادیہ شاہصاحب
جواب تیار فرمائے سوائے اسکے کہ بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو آپ کے لئے اور
جواب نہ ہمارے یہان قبول نہوگا۔

مولف صاحب اگر شرائط اشتہار ملحوظ فرما کر جواب دین تو بہتر ورنہ خاموش رہین
جیسے کہ قدیم سے اون کے بزرگ بمقابلہ شیعہ رہی ہین۔ صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر مولف
صاحب دو آیتین قرآن پاک کی پیش کرتے ہین۔ اول آیہ خمس واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن السبیل۔ دوم آیہ۔ مال فے ما افاء اللہ
علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن سبیل الی آخرہ ہر دو روایات سے وہ نتیجہ

نکالتے ہین کہ خمس وہ مالِ فی ہین چونکہ چند حصہ کئے گئے ہین لہذا اوسمین جو
کثرتِ حصہ داران اجزاء احکام وراثت نہین ہوسکتی وقف وہبہ ومیراث سب باطل
و دعوائے بلا دلیل ہے ۔ مولف صاحب کو آگاہ ہونا چاہئے کہ اموال متذکرہ کے
تقسیم کرنے کو یہہ چھہ موقع بتلائے گئے ہین ۔

مطلب ظاہر یہہ ہے کہ اس مال کو اور ضرورتون مین صرف نکیا جاوے
سوائے ان مقامات کے جنکی تفصیل دیگر قرآن سے ہے چھہ حقدارون مین تین
مستحق متعین ہین اور تین مجہول ۔ خدا و رسول وذی القربے کی تشخیص بلا
تردد ہے ۔ یتیم ومسکین ومسافرین کلام ہوسکتا ہے مگر تین صفات آخر کی
آدمی خاندان رسول مین بہی موجود تہی ۔ پس کیون نہین ممکن ہے کہ تمام آیت
خاندان رسول کو فائدہ پہونچانے والی ہو ۔ یہہ نہین ہوسکتا کہ اپنے گہرانے
کے یتیم ومسکین فاقہ سے مرین اور دوسرون کا پیٹ بہرا جائے ۔ اول
خویش بعدہٗ درویش پر تمام اللہ لوگون کا عمل ہے ۔ یہہ آیت اون لوگو نسے
علاقہ رکہتے ہین ۔ جنپر زکواۃ حرام کی گئی ہے ۔ عام یتیم ومسکین و
مسافرین کو اس حکم مین داخل سمجہا جائے تو بڑی ناانصافی ہے ۔ کہ وہ
زکواۃ پر بہی ہاتہہ ماتین اور خمس ومالِ فی سے بہی بہرہ یاب ہون ۔ اور
یتیمانِ آلِ محمد زکواۃ سے بہی محروم رہین ۔ اور خمس جو اون کا اصلی
حق ہے اوسمین بہی حصہ نہ پائین ۔ اس مال مین آدھا جناب سیدہ کا
بلا شراکت غیرے بہی ہوتا ہے ۔ کیونکہ خدا کا حصہ رسول کا حصہ تہا بعد
انتقالِ رسول مقبول وذی القربے جو کہ سیدہ ہین دو حصہ خدا و رسول کے

اور ایک حصہ اپنا پاکر تین حصہ کے مالک ہوجائین گے جو کہ پورا نصف ہوتا ہے اگر مولف صاحب اسموقع پر یہہ فرمائین کہ خدا و رسول کا حصہ ایام زمانہ کا تہا۔ اور وہ ابوبکر تہے۔ ہمکو اس کے تسلیم کرنے سے کچہہ عذر نہین۔

مگر حضرات اہلسنت اتنا ثابت فرمادیوین کہ ابوبکر و عمر کو آنحضرت نے اپنا جانشین فرمایا تھا۔ جو صاحب اس بات کا ثابت کرنا چاہین وہ پہلے شاہ صاحب کے اس قول مندرجہ تحفہ کی اصلاح کا فکر فرمالین کہ خلفاء ثلثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص۔ پس جبکہ عبدالعزیز جیسے ہواخواہ ثلاثہ کو اون کے غیر منصوص ہونے کا اقرار ہے تو ایسے لئیم و ہوندو خلفاء کو مال خدا و رسول کا مالک جایز قرار دینا سراسر بعید العقل ہے بخاطر داشت حضرات اہلسنت ہمنے مان لیا کہ بوجہ تعلقات سیاست و حکومت حضرت ابوبکر امام وقت تہے۔ اور حقوق خدا و رسول پر اونکو تصرف کرنے کا منصب تھا۔ تو کیا اس امامت سے وہ سہم ذوی القربے کو بہی شیر مادر سمجہکر ہضم کرسکتے تہے۔ امام وقت پر یہہ بہی تو لازم ہے کہ حقداروں کو اون کا حق واجب پہونچائین۔ اہل قرابت یتیمون مسکینون مسافرون کو اون کا حصہ واجب عنایت فرماوین۔ ہم اتنی دوسری گوارا نہین کرتے کہ اسوقت کے مساکین و مسافرین کی فہرست بتائین کہ کس کس کو دیا گیا۔ فقط ذوی القربے کی بابت خیر اندیشان خلفاء سے پوچہتے ہین۔ کہ بندہ کو مال خمس سے کتنے خروار گیہون دئے۔

فدک سے جسکی بروایاتِ اہلسنت مندرجہ تشئید المطاعن ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی - کئے ہزار روپیہ دئے - آخر ان جیتے جاگتے ذوی القربیٰ کو بھی دیا - یا سب خود ہی سمیٹ لیا -

شاہ صاحب ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین کہ مال آنجناب بعد از وفات حکم وقف دارد بر جمیع مسلمین تخفیف وقت ہر کہ را خواہد بخیرے اختصاص نماید مؤلف صاحب صفحہ ۳۱۱ مین لکھتے ہین کہ وقف وہبہ و میراث سب باطل دعوائے بلا دلیل ہے - کیا خوب بقول شاہ صاحب متروکات نبی بعد وفات وقف ہون اور بقول مؤلف صاحب اونمین قابلیت وقف وہبہ وغیرہ نہ ہو نہ معلوم ان دونون صاحبون مین کون سچا ہوگا عبد العزیز صاحب کو تو یہ ہوگا کہ نہین سکتا البتہ مؤلف صاحب کے بیٹے کی نذر ہو جاسکی تخفیف وقت کے اختیارات تو بقول شاہ صاحب ایسے وسیع ہون کہ جسکو چاہین کسی چیز مین مخصوص کر دین اور رسول خدا اتنا بھی نہ کر سکین کہ فدک کو فاطمہ کے واسطے خاص کر دین - غیب سے نائب وسیع الاختیار سوائے ابوبکر کے اور کوئی نہین دیکھا - ۱۲ - کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت نے یہ کیا سفر ہو گواہ نے کہا ہے ہی

مؤلف صاحب فرماتے ہین کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے نہ معلوم دلیل ان کی اصطلاح مین کسی چیز کا نام ہے - اب اوس توجیہ غیر وجیہ کا جواب دیتا ہون جو پیر منش نے سے مؤلف صاحب کا نواسہ تراشا ہے کہ حدیث کافی مین جو یہ فقرہ ہے اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ - اسمین لفظ (لَمْ یُوَرِّثُوْا) عام وراثت کی نفی پر دلالت کرتا ہے

یعنی کسی فرد کے لئے افرادِ عالم سے خواہ وہ وارث ہون یا علماء ترکہ انبیاء سے ورثہ نہین ملسکتا۔ اور دوسرا لفظ وانتہا ہے یہہ لفظ بمقام حصر آیا کرتا ہے دونون لفظون کی تائید مین مولف صاحب نے صفحہ ۹ پر آیات قرآن پیش کئے ہین جنکو ذیل مین مع جواب لکھتا ہون۔ بحث لفظ (لم) قولہ تعالےٰ الا ابلیس لم یکن من الساجدین۔

مولف صاحب اس آیہ مبارکہ کے یہہ معنی لکھتے ہین مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والون سے۔ فائدہ مین تحریر فرماتے ہین کہ نتیجہ آیت یہہ ہوا کہ نتھا سجدہ کرنے والون سے نہ یہہ کہ اوسنے کسی خرد زمانہ مین سجدہ کیا۔ اگرچہ اوسوقت نہ تھا مطلب مولف کا یہہ ہے کہ لم یکن من الساجدین۔ جو درباب شیطان قرآن مجید مین آیا ہے وہان لفظ (لم) ما القطع ثابت ہوتا ہے کہ ذات شیطان سے عام طور پر سجدہ کی نفی کی گئی ہے یعنے یہہ کہ نہ اوسنے پہلے کبھی کسی جزو زمانہ مین سجدہ کیا اور نہ اب زمرہ ساجدین مین داخل ہوا افسوس ہے کہ مولف صاحب نے اپنے دعوی کے سچا ہونے کی غرض سے آیہ قرآن کی غلط تعبیر کی۔ اصل واقعہ یہہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا وجود باکرمت خدا نے بنایا تو تمام فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ تعظیمی کرو سب نے بحکم خدا فوراً کر دیا مگر شیطان نے خدا سے بحث شروع کر دی کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔ یعنے میری خلقت آگ سے ہے اور اس کی مٹی سے آگ جسم لطیف رکھتی ہے اور خاک کثافت سے بھری ہوئی ہے۔ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکے ادنیٰ کی تعظیم کرے۔ پر خدا نے اوسکو گروہ ملائکہ سے خارج کر کے ملعون قرار دیدیا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ شیطان کو جزو زمان کیا

بلکہ ہر زمانہ مین سجدہ باری ادا کرنے کی عادت تہی نیز دیگر ملائکہ بہی عادی بہ سجود تہے
اسیواسطے خدا نے تمام گروہ ملائکہ کو جو کہ اپنے معبود کی عبادت مین حاضر رہتے تہے
امر بہ سجدہ فرمایا تہا۔ اگر شیطان طائفہ ساجدین مین نہ ہوتا اور کبہی پہلے اوسنے بہی عمل
نہ کیا ہوتا تو بہ مقام استدلال یہہ نہ لکہتا کہ مین اوس آدم سے افضل ہون۔ بلکہ
یہہ دلیل پیش کرتا کہ ہرگاہ خدا ہی نے خود بدولت کے سامنے کبہی سر نہین جہکایا۔
یا تو یہہ ہیولۂ خاکی یعنے جسد آدم علیہ السلام کیا وقعت رکہتا ہے حسب مذاق مولف
خدا سے بڑی غلطی ہوئی کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سر جہکانیکا ایسے فرشتہ کو
حکم دیا جو کہ ہمیشہ سے بر سر عبادت تہا خدا کا شیطان کی نسبت یہہ فرمایا کہ (ابیٰ
واستکبر) یعنے آدم کو سجدہ کرنے سے از راہ غرور انکار کیا اسی پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ انکار براہ تکبر اوس سے واقع ہوا ورنہ وہ ہر وقت سجدہ باری پر آمادہ تہا
کمال تعجب سے کہا جاتا ہے کہ مولف صاحب شیطان کے از جملہ ساجدین ہونیسے
منکر ہین حالانکہ تمام اہل اسلام اوس کے معلم الملکوت و عابد و ساجد ہونیکے
مقر ہین چنانچہ یہہ شعر زبان زد عام ہے ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنیسے	اگر لاکہون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

مطلب یہہ ہوا کہ گو پہلے شیطان نے کثرت سجود سے اپنے ماتہے کو زانوئے
شتر بنا دیا تہا۔ مگر ایک دفعہ بہ مخالفت حکم باری ترک کرنے سے تمام گذشتہ
عبادت رائیگان ہوگئی۔ مین کمال حیران ہون کہ خدا کو آدم کے لئے انکار سجدہ
سے شیطان پر ایسا غصہ آیا کہ اوسکو ملفوف ملائکہ سے خارج کرکے تا قیامت راندہ
درگاہ کر دیا اور قبل ازین ترک عبادت سے گاہے ملال نہ ہوا۔ مجکو سخت استعجاب ہے

Presented by Ziaraat.Com

خدا اپنے مقدس کلام مین ارشاد فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہین پیدا کیا مینے جنون اور انسانون کو مگر برائے عبادت اور شک نہین کہ بحکم کان من الجن ابلیس ملعون خبیس اجنہ سے تھا اندریصورت مولف صاحب کیونکر یہہ کہنے کا حق رکھتے ہین کہ شیطان نے بفحوائے لم یکن من الساجدین کبھی پہلے سجدہ نکیا تھا - یہ پاس خلفاء ایسی سخن تراشی فرماتے ہین جس سے خواہ مخواہ اون کی حق پوشی و ناحق کوشی کا یقین کرنا پڑتا ہے - مین انشاء اللہ بخاری و مسلم شریف سے ایسی احادیث دکھلاؤن گا جن سے بلا تکلف سمجھ لیا جائے گا کہ مولف کا یہہ دعوی کہ لفظ (لم) سے عام نفی مستنبط ہوتی ہے سراسر باطل ہے - بخاری شریف مین لکھا ہے بغضبت فاطمة بنت رسول اللہ وھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت وعاشت لعد رسول اللہ ستۃ اشھر - یعنے غصہ ہوئین فاطمہ ابوبکر پر اور ترک کی جدائی اختیار کی اور نہ زائل ہوئی جدائی اون کی ابوبکر سے یہان تک کہ وفات پائی اور زندہ رہین بعد نبی چھہ مہینے - لفظ مہاجرت مندرجہ بخاری سے اسکا یہہ مراد ہے کہ سیدہ نے ابوبکر سے ملنا جلنا بعد مقدمہ فدک ترک کر دیا - چونکہ حدیث مین لفظ (لم) آیا ہے - غالبًا مولف صاحب اور اون کے ہم مذہب یہہ ہی سمجھین گے کہ (الم) سے عام نفی پائی جاتی ہے یعنی یہہ کبھی اور کسیوقت سیدہ اور ابوبکر مین اتحاد نہین ہوا قضیہ فدک کے قبل و زمانہ بعد مین گاہے باہم ربط و ضبط نہ ہوا تھا بہ مقام دیگر بخاری موصوف مین ہے فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت

وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر - یہہ حدیث بھی ہم معنی حدیث بالا سے
اور لفظ (لم) بھی موجود ہے نہ معلوم اسجگہ مولف صاحب کیا معنی تجویز فرمائینگے
مسلم شریف مین بھی - لم متکلم حتے ماتت - درج ہے - مولوی خلیل احمد
صاحب انبہٹوی ضلع سہارنپور مین ہدایات الرشید مین (جسکو اہلسنت نے
نمونہ عجائب قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے - (دیکھو اشتہار مولوی
محمد قاسم صاحب الہ آبادی جس کی سرخی یہہ ہے کہ سوال از جمیع علمائے
شیعہ) لکھا ہے کہ لفظ (لم) عام کلام کی نفی نہین کرتا - بلکہ مطلب یہہ ہے
کہ سیدہ نے خاص معاملہ فدک مین فرط ندامت وخجالت سے گفتگو نہ کی دیگر
امورات مین گفت وشنود ہوتی رہی بلکہ صاحب ہدایا الرشید نے شیعہ کی
کتاب علل الشرائع سے ثبوت پیش کیا ہے کہ سوائے امر فدک سیدہ
وحضرت ابوبکر مین سلسلہ کلام جاری تھا اسکا جواب حقیر نے رسالہ تقریر دلپذیر
مولفہ خود مین عجیب پر لطف دیا ہے بہرحال مولف صاحب تو ہر جگہ (لم) کو
عام تجویز فرماتے ہین - مگر مولف ہدایات الرشید وامام مسلم ونجاری نے جو اوسکو
خاص کیا ہے دیدہ بائیداون کے حق مین بپاداش مخالفت کیا - ارشاد فرماتے
ہین - مولف صاحب کو یقین فرمانا چاہیئے کہ بحکم ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے
دارد کہین لفظ (لم) سے عام نفی ہوجاتی ہے اور کسی جگہ خاصہ حدیث کافی
مستدلہ مولف صاحب مین اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا
دِیْنَارًا جو وارد ہوا ہے اسجگہ لفظ (لم) سے یہہ ہی مطلب صریحًا پیدا ہوتا
کہ امت محمدی مین جو علماء حق ہین وہ وارث نبی ہین - مگر ایسے وارث نہین

جیسیکہ ہر مورث کے ورثاء ہوتے ہین - بلکہ وہ وارث علم نبی ہین جس سے ترویج واشاعت احکام دین کرین نہ ایسے وارث کہ متروکہ مورث سے درہم ودینار پائین جناب مولانا و مقتدانا السید غلام حسنین صاحب کنتوری ادام اللہ وجودہ نے جو مختصر جواب حوالہ علم فرمایا ہے وہ ایسا جامع ہے کہ جسکے مقابلہ مین قلم اوٹھانا کار عقلاء نہین مولانائے مقدم الوصف نے جو جواب تحریر فرمایا ہے کہ حدیث درہم ودینار معاملہ سیدہ سے کوئی علاقہ نہین یہی جواب سلطان العلماء اعلے اللہ مقامہ نے حاشیہ عالم پر لکھا ہے - دیکھو تشئید المطاعن جواب باب دہم تحفہ مین بمقام بحث وراثت صفحہ (۲۰۷) -

بحث متعلق بلفظ (انما)

حدیث کافی مین جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہین وانما اورثوا احادیث من احادیثہم اسکی نسبت جناب مخاطب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ لفظ (انما) حصر ہی چنانچہ خدا فرماتا ہے انما اللہ الٰہ واحد - جز این نیست کہ اللہ الٰہ واحد ہے اون کے ذہن زرین مین یہہ امر متمکن وجاگزین ہوگیا ہے کہ ترکہ انبیاء کا انحصار محض احادیث پر ہوچکا ہے سوائے علم وحدیث کے اونکا اور کوئی ترکہ وورثہ نہین ہے مین افسوس کرتا ہون کہ مخاطب صاحب نے (انما) کو بمعنی حصر تجویز کرتے وقت شاہصاحب کی روح سے بھی شرم نہ کی حضرات اہلسنت کی یہہ کیفیت ہے جبکہ کوئی لفظ مفید مطلب ہوتا ہے اوسکے معنی بدلکر کچھہ اور رنگ پکڑ جاتے ہین اور جسوقت وہ ہی لفظ مضرت رسان ہوتا ہے دوسرا پہلو بدل لیتے ہین - جناب امیر علیہ السلام نے جو روح مین انگشتری تصدق کی تھی اوسکے بارہ مین خدا نے یہہ آیت شریف نازل فرمائی ہے - انما ولیکم اللہ ورسولہ الی اخرہ شیعہ کہتے ہین کہ (انما) انحصار ولایت پر دلالت

کرتا ہے یعنے متولی امر خدا و رسول بجز اسکے اور کوئی نہین جسنے رکوع مین انگشتری دی اور وہ شخص باتفاق امت جناب امیر علیہ السلام ہین - پس آپ ہی آنحضرت کے خلیفہ بلا فصل ہین اسپر جناب شاہصاحب کو ایسا غصہ آیا کہ وہ غیظ و غضب و جوش حسد و عداوت خاندان نبوت سے صاف انکار کر دیا کہ شیعہ (انما) کو حصر تجویز کرنے مین بر سر غلطی ہین - انحصار ولایت حضرت امیر کی ذات پر منحصر نہین دیگر بزرگوار بھی متولی امر اسلام ہین دیکھئے مخاطب صاحب انما کو حصر کہنے مین سچے ہین یا عبد العزیز صاحب اوسکے خلاف بیان کرتے ہین - اگر جناب مخاطب بہ مخالفت شاہصاحب (انما) کو حصر بیان کرتے ہین تو اونکو ثلاثہ کی خلافت سے استعفا لازم آگیا کیونکہ شاہصاحب نے اسی خوف سے انکار حصر کیا ہے حضرت مخاطب بالیقین سمجھ لین کہ ہم ہی (انما) کو حصر جانتے ہین - اور حدیث موصوفہ بالا مین (انما) نہایت صحیح و بجا و حسب موقع و محل ہوا ہے اور بحکم حصر سے یہہ بھی مراد ہے کہ بجز علم و احادیث علما اور کسی چیز کے از قسم درہم و دینار وارث انبیا نہین ہو سکتے نہ یہہ کہ اون کی وارثت مین اجرا احکام ارث ممنوع ہے - مین امید کرتا ہون کہ رسالہ ہذا کو معائنہ کرکے منزلزل ہدایت پائین گے اور شیعہ مدارج یقین مین انشاء اللہ ترقی حاصل کرین گے اور مخاطب فرط نداست پیوند زمین ہو جاوین گے - والسلام من التبع الھدیٰ -

تمت

الحمد للہ کہ رسالہ ثبوت وراثت انبیاء بتاریخ ۲۸ - ماہ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطبع ریاض فیض نگینہ مین باہتمام خواجہ بشیر حسین کے چھپ کر شائع ہوا -

Presented by Ziaraat.Com

نام کتاب	قیمت
نقشہ معرکہ کربلا - معہ نام سرداران وتعداد فوج یزید متعلقہ ہر سردار -	۱ر
تعویذ ام الصبیان	- ر
تعویذ دعاء گنج العرش	- ر
دعاء طاعون کلان	۰ ر
ایضاً - خورد -	- ر
رسالہ ماس پرکاش مصنفہ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ در ردّ آریہ قیمت	۳ر
لچھمی کے تکے بوٹی - ایضاً	۱ر
نیوگنامہ - در ردّ آریہ	- ر
ایضاً حصہ دوم در ردّ آریہ	۰ ر
ناول شعلہ پنہان - در مکالمہ عفت وعصمت دو ہمشیرگان ایک اخلاقی ناول جس مین مردون کے عیوب بُری خوبی سے دکھلائے گئے ہین -	۴ر
ناول قیصر وحسینہ - ایک دلچسپ ودلگداز ناول -	۴ر

نام کتاب	قیمت
بشارت نامہ - یعنے وصیت نامہ رسول مقبول قیمت	- ر
میزان فارسی - جس مین فارسی کی تعریف وترتیب بطریق میزان الصرف عربی ہے - قیمت	۳ر
انشاء گلدستہ رقعات انشاء پردازی مین مفید کتاب ہے قیمت	- ر
انشاء دلکشا - چار جزی خوشخط جلی قلم	۲ر
دستور الصبیان -	- ر
صفوۃ المصادر - دو جزی خوشخط جلی قلم قیمت	۱ر
قادر نامہ	۰ ر
تشریح الحروف -	۰ ر
قاعدہ بغدادی	- ر
حکایات لطیف	۱ر
قصہ شاہ روم	۰ ر
کریما -	۰ ر
خالق باری -	۰ ر

Presented by Ziaraat.Com

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
لڑکون کا کھیل	۱ر	تفضیح الکاذبین مصنفہ سید امیر کاظم صاحب	
شکایت نامہ	—	رئیس نگینہ در مناظرہ قیمت	۴
کنواری نامہ	—	تردید الکاذبین ایضاً	۴
کنوارہ نامہ	—	طاعون کا حکمی علاج	—
پہاڑہ اردو	—	رسالہ غسل و وضو	منفت
پہاڑہ ناگری	—	بارہ ماسہ جمنا جواہر اردو	—
اچھر دیپ	—	بھگتی پردیپ کا ناگری	۰
بال اوپدیش	—	تلخیص مرقع کربلا مصنفہ سید ذیشان فہم	
پارۂ عم	۱	صاحب رئیس نگینہ	۴
پارۂ الم	۱	ستجا عقیدہ مصنفہ جناب علوی	
عہد نامہ	—	کرامت حسین صاحب بریشر الہ آباد	۰
دعائے جمیلہ	—	تاریخ جناب سیدہ مصنفہ ایضاً	۲
ماتمیان	۰	کاغذات عدالت	
محمود نامہ	۰		
قصہ سیاہ پوش	۰	جملہ کاغذات عدالت و رسید بہی وغیرہ	
مثنوی بہانہ عاشق بہون	—	مطبع ہذا میں موجود ہیں	

المشتہر خواجہ مشیر حسین مالک مطبع ریاض فیض نگینہ